بیاد: حضرت امیر شریعت

زیر سرپرستی: قائد احرار

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

(یونٹ:4)

- قادیانیوں کی سیاسی تخریب کاریاں
- مجلس احرار اسلام اور محاسبۂ قادیانیت

دفتر مجلس احرارِ اسلام، مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، محلّہ صدیق اکبرؓ، تلہ گنگ، ضلع چکوال

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

www.ahrar.org.pk **Email**:omartlg@yahoo.com

اہم گزارشات

مجلس احرار اسلام نے جنوری ۲۰۱۱ء سے "فہم ختم نبوت خط کتابت کورس" کا اہتمام کیا۔ تاکہ آپ گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔ کورس کا چوتھا اور آخری یونٹ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کورس کے اغراض و مقاصد:

(۱) عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہی اور اُس کا تحفظ۔

(۲) عصر حاضر میں تحفظِ ختم نبوت کے تقاضوں کے مطابق ذہن سازی۔

(۳) منکرینِ ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت اور اُن کا رَد۔

(۴) تحریک تحفظ ختم نبوت کو ملک بھر میں عام کرنا۔

کورس کے اصول و ضوابط:

☆ یونٹ موصول ہونے کے بعد 20 دن کے اَندر اَندر سوالات کے جوابات امتحانی پیپر پر لکھ کر اِرسال کرنا لازمی ہیں۔ اگر کسی مجبوری سے مقررہ مدت میں جوابات نہ بھجوا سکیں تو اِدارہ سے مزید مدت کی اجازت لے سکتے ہیں ☆ اَپنے جوابات لفافے میں بند کر کے ڈاکخانہ سے وزن کے مطابق ٹکٹ لگا کر روانہ کریں۔ بغیر ٹکٹ یا کم مالیت کے ٹکٹ والی ڈاک وصول نہیں کی جائے گی۔ ☆ خط کتابت یا بذریعہ فون رابطہ کرتے وقت اپنے کوڈ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ کوڈ، لفافہ پر آپ کے اَیڈریس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔

نوٹ: مجلس احرارِ اسلام بھاری مالی بوجھ برداشت کر کے ختم نبوت کا مقدس پیغام دُنیا بھر میں پھیلانے کے لیے کوشاں ہے۔ فہم ختم نبوت خط کتابت کورس بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مجلس احرارِ اسلام آپ سے بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کے ناتے یہ توقع رکھتی ہے کہ آپ کورس مکمل کرنے کے بعد بھی زندگی کے ہر موڑ پر مجلس احرارِ اسلام کے ساتھ اپنا فکری و نظریاتی رابطہ و تعلق برقرار رکھیں گے اور اِس عظیم مشن کو عام کرنے میں مجلس احرار کا ساتھ دیں گے اور اَپنی اِستعداد اور اِستطاعت کے مطابق اپنے ہر ممکن تعاون سے کبھی بھی دریغ نہیں کریں گے۔

منتظم "فہم ختم نبوت خط کتابت کورس": دفتر مجلس احرارِ اسلام، مسجد سیّدنا ابوبکر صدیقؓ تلہ گنگ، ضلع چکوال، (پنجاب)

مزید رہنمائی کے لیے رابطہ نمبرز: 0300-5780390 / 0300-4716780

(**فون کرنے کے اوقات:** صبح 9.00 بجے تا شام 5.00 بجے)

جانشین امیر شریعت امام السید ابوذر البخاری رحمۃ اللہ علیہ

شہدائے ختمِ نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت دیکھیے کہ میدانِ یمامہ میں مسیلمہ کذّاب کے مقابلے میں آٹھ ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر میں بارہ سو حُفّاظِ قرآن صحابہ تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ تاریخ کا زریں باب ہے، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامتِ ایمانی کا اظہار ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے حق ہونے پر قرآن وحدیث کی تصدیق ہے۔

قرآن نازل کرنے والے اللہ ہیں، پیش کرنے والے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وصول کر کے اس پر عمل کرنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تختِ ختم نبوت کی حفاظت اس شان سے کی کہ پہلے صحابہ کی لاشوں کا فرش بچھا، پھر اس پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی سواری گزری۔ تب دین ہم تک پہنچا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت میں جاں نثارانِ ختم نبوت نے شہداءِ یمامہ کا سبق دہرایا۔ انہوں نے لاہور کے بازاروں میں اپنی لاشوں کا فرش بچھایا۔ اُن کا خون سیلاب کی طرح بہا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ خونِ شہیداں رنگ لایا۔

(اقتباسِ خطاب، ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۶ء، چنیوٹ)

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خبردار ہوشیار

مسلمانو! مرزائیوں کے فریب سے بچو۔ دھوکہ اور تاویل ان کے دجل کی بنیاد ہے ان کے دھوکے میں مت آنا۔ ان کی تاویلوں کے جال میں مت پھنسنا۔ ان کا سارا دجل مرزا قادیانی کو نبی منوانے کے لیے ہے۔ غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروانے والا ایک شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتا۔

سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا اور انہوں نے جناب سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے گفتگو کی اور ضد کی تو حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا:

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْهِ الْفَنَاءُ" (الحدیث)

تم نہیں جانتے اللہ زندہ ہے مرے گا نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔

(تفسیر ابن جریر، جلد۳ صفحہ۱۲۳۔تفسیر درمنثور، جلد۲، صفحہ۳)

اور یہودیوں کو فرمایا!

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُودِ اِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَ اِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (الحديث)

تحقیق عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹیں گے۔

(ابن جریر، جلد۳، صفحہ۲۸۹۔درمنثور، جلد۲، صفحہ۳۶)

مسلمانو! ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس تک موت نہیں آئی، تو پھر کب اور کہاں آئی؟ یہ مرزائی دجّال بتائیں۔

قادیانیوں کی سیاسی تخریب کاریاں

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانیت ایک مذہب نہیں، بلکہ ایک سیاسی تحریک ہے۔ جسے اُس کے برطانوی آقاؤں نے مذہب کا نام دیا اور در پردہ اُسے اپنے سیاسی مفادات حاصل کرنے

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا۔ جس کے نتیجہ میں انگریزوں نے بے شمار اہل ایمان کو سخت سے سخت سزائیں دیں اور ہزاروں فرزندانِ اسلام کو شہید کر دیا، لیکن وہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد کو ٹھنڈا نہ کر سکے۔ جس پر انگریزوں نے ایک گھناؤنا منصوبہ زیرِ غور لایا اور جہاد کو حرام قرار دینے کے لیے جھوٹی نبوت کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ کیا۔

انگریز نواز خاندان:

انگریزوں کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے ایک با اعتماد خاندان کے کسی ایسے فرد کی ضرورت تھی جو ہر لحاظ سے وفادار ہو۔ اُنھیں بالآخر مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں ایک ایسا آدمی مل گیا۔ جس کا خاندان جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف اور انگریزوں کی حمایت میں اپنی خدمات انجام دے چکا تھا۔ گویا یہ خاندان انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں سے غداری میں بھی اپنی مثال آپ تھا۔

مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ اور چچا غلام محی الدین نے ۱۸۴۱ء۔ ۱۸۴۲ء اور ۱۸۴۳ء میں سِکھ حکومت کی سرپرستی میں پنجاب میں مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں اہم کردار ادا کیا۔ جب پنجاب سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے پاس آ گیا تو مرزا قادیانی کے خاندان نے اپنی وفاداری انگریزوں کے ساتھ وابستہ کر لی اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب مسلمان انگریزوں کے خلاف لڑ رہے تھے تو اُس وقت مرزا قادیانی کا خاندان انگریزوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل عام میں مصروف تھا۔

مرزا غلام احمد اپنے خاندان کی ان ''خدمات'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

> ''میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں کہ جو اِس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جس کو دربار میں کرسی ملتی تھی۔''
>
> (''کتاب البریہ''، ص: ۳، ۴، ۵ ''روحانی خزائن''، جلد ۱۳ صفحہ ۴، ۵، ۶ از غلام احمد قادیانی)

انگریزوں کو بھی مرزا قادیانی کے خاندان کے متعلق اعتراف تھا کہ:

> ''۱۸۵۷ء میں یہ خاندان، قادیان، ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔''
>
> (لیپل گریفن: ''تذکرہ رؤسائے پنجاب'' ج دوم، لاہور ۱۹۹۳ء۔ ص: ٦٨)

جب مرزا غلام احمد پر انگریز حکام کی توجہ ہوئی تو اُنھوں نے اُس سے مستقبل کے نبی کے طور پر کام لینے کے لیے زمین ہموار کرنا شروع کر دی۔ جن دنوں (۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) مرزا قادیانی سیالکوٹ کچہری میں نوکر تھا۔ اُن دنوں وہاں ایک یہودی مسٹر پارکنسن (PARKINSON) ڈپٹی کمشنر تھا۔ اُس نے مرزا قادیانی کی خدمات بطورِ عربی مترجم کے حاصل کیں۔ یہ یہودیت اور قادیانیت کا پہلا رابطہ تھا۔ سیالکوٹ کے ایک عیسائی پادری بٹلر سے مرزا قادیانی کے قریبی مراسم اور مسٹر پارکنسن سے مسلسل روابط رنگ لائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کے اعلان کے لیے نامزد کر لیا گیا۔ جس کے بعد مرزا قادیانی نے طے شدہ منصوبہ کے تحت آہستہ آہستہ پر پُرزے نکالنے شروع کر دیے اور بتدریج مامور من اللہ، مسیح موعود اور مہدی ہونے کے دعووں کے بعد آخر کار اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

انگریزوں کی مدح سرائی:

مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت ہی نہیں کیا، بلکہ وہ شروع سے ہی اپنے آپ کو انگریز حکومت کا وفادار ثابت کرتا رہا۔ تا کہ انگریزوں کی عطاء کردہ نبوت کا احسان چکایا جائے۔

جیسے کہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

> ''اسلام کے دو حصے ہیں: ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اُس سلطنت کی (اطاعت کرے) جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ (کی) ہے۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''
>
> (''شہادت القرآن''، صفحہ ۸۴۔ ''روحانی خزائن''، جلد ٦ صفحہ ۳۸۰۔ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی مزید لکھتا ہے کہ:

> ''میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اِشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دُوسرے بلادِ اسلامیہ میں اِس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔''

(''ستارۂ قیصریہ''،صفحہ۳''روحانی خزائن''،جلد۱۵،صفحہ۱۱۴۔ازمرزا قادیانی)

جہاد کی ممانعت:

حکومت برطانیہ کے لیے مرزا قادیانی کی یہ مدح سرائی دراصل اُس کے ذمہ آئندہ کے سامراجی عزائم کی تکمیل کا پہلا باب تھا۔تھوڑے ہی عرصہ میں مرزا قادیانی نے انگریزوں کی تعریف کے ساتھ ساتھ اپنا اصل مقصد یعنی برطانوی حکومت کے خلاف مسلمانوں کے جوشِ جہاد کو ٹھنڈا کرنے کے لیے تحریری بیان بازی شروع کردی۔اِس طرح مرزا قادیانی کو حکومت برطانیہ کی جانب سے سونپے گئے اصل مشن کا آغاز ہوگیا۔کیونکہ قادیانی اخبار ''الفضل'' کے بقول:

''جس وقت آپ (مرزا قادیانی) نے جہاد منسوخ کرنے کا دعویٰ کیا۔اُس وقت عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا۔''

(''الفضل''،قادیان،۱۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

اِن حالات میں مرزا قادیانی نے خود مسیح موعود ہونے کے اعلان کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ:

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا،خدا کے حکم سے بند کردیا گیا۔اب اِس کے بعد جو شخص تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔وہ اُس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہوجائیں گے۔ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔''

(ضمیمہ ''خطبہ الہامیہ''،صفحہ۲۸۔''روحانی خزائن''،جلد۱۶،صفحہ۲۸،ازمرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے اِس دعویٰ سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ درحقیقت مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی ہونے کے دعوے بھی جہاد کو روکنے کے لیے ہی کیے گئے تھے اور اسلام کے اِن مقدس مناصب یعنی مسیح و مہدی کو اُس نے جہاد کو حرام قرار دینے کے لیے سیڑھی کے طور پر اِستعمال کیا تھا۔مرزا قادیانی کی اِن تحریروں سے واضح ہوجاتا ہے کہ قادیانیت ایک سیاسی تحریک ہے جو برطانوی استعمار کے مفادات کی نگہبان ہے۔

عالم اسلام میں قادیانی سازشیں

افغانستان:

افغانستان برطانوی حکومت کا شدید مخالف تھا اور برطانوی حکومت افغان مجاہدینِ آزادی کے جہادی عزائم سے شدید خوف زدہ تھی۔برطانیہ نے اپنے قادیانی آلہ کاروں کے ذریعہ افغانستان میں جاسوسی اور تخریب کارانہ کارروائیوں کے لیے ۱۹۰۳ء میں ایک قادیانی عبداللطیف کو جو خوست (کابل) کا رہنے والا تھا،پہلے قادیان بھیجا اور پھر اُسے واپس افغانستان بلالیا۔جس نے برطانوی مفادات کی تکمیل کے لیے بظاہر تبلیغ سے کام لیا،لیکن کابل کے حکمران امیر حبیب اللہ خان کو عبداللطیف قادیانی کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو اُسے گرفتار کرا کے عدالت میں پیش کردیا۔عدالت میں اُس کے جاسوس ہونے اور اِرتدادی کارروائیوں میں ملوث ہونے کے مستند ثبوتوں کی بناء پر اُسے سنگسار کردیا گیا۔

مرزا بشیر الدین محمود (سابق سربراہ قادیانی جماعت) نے لکھا ہے کہ:

''ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔وہ لکھتا ہے کہ ''صاحبزادہ عبداللطیف کو اِس لیے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے تو

حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اِس سے افغانوں کا جذبۂ حریت کمزور ہوجائے گا اور اُن پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔''

(''الفضل''، قادیان، ۶/اگست ۱۹۳۵ء)

ترکی:

خلافتِ عثمانیہ کی وجہ سے ترکی کو تمام عالم اسلام میں عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور ترکی کا خلیفہ پورے عالم اسلام کا خلیفہ یعنی خلیفۃ المسلمین کہلاتا تھا۔ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی پہلا سیاسی غدار تھا۔ جس نے برطانیہ کے اشارے پر ہندوستان میں ترکوں کے خلاف زبان درازی شروع کر رکھی تھی اور وہ سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے لیے پیش گوئیاں کر کے اپنے دعویٔ مسیح موعود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہا تھا۔

پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء۔۱۹۱۸ء) کے دوران قادیانیوں نے ترکی کی خلافتِ عثمانیہ کے خلاف شدید پروپیگنڈہ کیا، کیونکہ ترکی، برطانوی حکومت اور اُس کے اتحادیوں کے مقابلہ میں جرمنی کا حمایتی تھا۔ لہٰذا قادیانیوں نے برطانوی سامراج کے ساتھ وفاداری کو نبھاتے ہوئے ترکی کے خلاف جنگ میں برطانیہ کو فوجی بھرتی دی اور جنگی فنڈ میں مالی تعاون بھی کیا۔ جب جنگ عظیم میں ترکی، برطانیہ سے شکست کھا کر حکومت برطانیہ کے قبضہ میں آگیا تو پورے عالم اسلام میں غم کی لہر دوڑ گئی، لیکن جسٹس محمد منیر کے بقول:

''جب پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو شکست ہوگئی، بغداد پر ۱۹۱۷ء میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو قادیان میں اس فتح پر جشن منایا گیا۔''

(''تحقیقاتی عدالتی رپورٹ''، صفحہ ۲۰۸۔۲۰۹، از جسٹس محمد منیر)

عراق:

جب جنگ عظیم اول کے دوران برطانوی فوج نے بغداد پر قبضہ کرلیا تو مرزا البشیر الدین محمود نے دعویٰ کیا کہ:

''عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہوکر (عراق) چلے گئے۔''

(''الفضل''، قادیان، ۳۱/اگست ۱۹۲۳ء)

مرزا البشیر الدین کے سالے میجر حبیب اللہ نے برطانوی میڈیکل کور میں خدمات انجام دیں اور اُسے عراق کی فتح کے بعد اہم انتظامی عہدوں پر تعینات کیا گیا۔

اسرائیل میں قادیانی مشن:

اسرائیل کے قیام میں بھی قادیانیوں نے گھناؤنا کردار ادا کیا۔ تا کہ عرب مسلمانوں کے سینہ میں خنجر گھونپا جاسکے۔ مرزا البشیر الدین نے ایک قادیانی مبلغ جلال الدین شمس کو خصوصی مشن پر شام بھیجا۔ جہاں مسلسل تخریبی سرگرمیوں کے سبب اُسے شام سے نکال دیا گیا۔ جہاں سے وہ ۱۹۲۸ء میں فلسطین آگیا اور وہاں (موجودہ اسرائیل کے علاقہ) ''حیفہ'' کے مقام پر ماؤنٹ کرمل پر ''احمدیہ مشن'' قائم کردیا۔ اسرائیل جہاں مسلمانوں کی زندگی عذاب بنادی گئی ہے، مگر قادیانیوں کا یہ مشن آج بھی اسرائیل میں حیفہ کے علاقہ میں مکمل آزادی سے کام کر رہا ہے۔

جلال الدین شمس قادیانی نے وہاں جہاد کی ممانعت میں فلسطینی مسلمانوں میں مرزا قادیانی کا لٹریچر تقسیم کیا اور وہاں زور وشور سے قادیانیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ اِس سلسلہ میں اُسے یہودی تنظیموں کی مکمل حمایت حاصل رہی۔ شمس نے برطانوی حکام اور یہودیوں کے تعاون سے اپریل ۱۹۳۱ء میں کبابیر (اسرائیل) میں ایک مستقل قادیانی مرکز یعنی عبادت گاہ تعمیر کی۔ قادیانیوں کی سیاسی تخریبی سرگرمیاں ۱۹۴۷ء تک فلسطین بھر میں جاری رہیں۔ جب سر ظفر اللہ خان قادیانی جیسے غداروں کی سازشوں سے ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تو فلسطین کے مسلمانوں سے اُن کا آبائی علاقہ زبردستی خالی کرالیا گیا، لیکن قادیانیوں کو کسی اسرائیلی فوجی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ قادیانیوں کا مشن آج بھی اسرائیل میں موجود ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مرزا مبارک احمد لکھتا ہے:

''احمدیہ مشن، اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ''البشریٰ'' کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ جاری ہے جو تیس ممالک کو بھیجا جاتا ہے۔''

(''اَوَر فارن مشن''، صفحہ ۷۸، از مبارک احمد)

مکہ مکرمہ میں قادیانی جاسوس:

ایک قادیانی مبلّغ محمد الدین کو برطانوی انٹیلی جنس نے حجاز پہنچا دیا اور اُس نے وہاں پر برطانوی سفارت خانہ کے ایماء پر جاسوسی کی سرگرمیاں شروع کردیں اور بہت جلد وہ شاہ سعود کے ہندوستانی ملاقاتیوں کا ترجمان بننے میں کامیاب ہوگیا۔ (''تاریخ احمدیت'' از دوست محمد قادیانی) محمد الدین نے آہستہ آہستہ اپنا رنگ دکھانا شروع کیا اور قادیانیت کی تبلیغ اور جاسوسی کا کام تیز کردیا۔ جس پر حکومت نے اُسے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، لیکن وہ ایک ہفتہ کے بعد ہندوستانی قونصل سیّد لال شاہ کی کوششوں سے رہا ہوگیا۔

(''تاریخ احمدیت''، جلد ہشتم، صفحہ ۳۱۳)

برصغیر میں قادیانی سازشیں

مسلم لیگ کی مخالفت:

قادیانی ترجمان اخبار ''الفضل'' لکھتا ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حضور جب مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا قادیانی) نے اُس کی بابت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس ایسا کوئی کام، جسے خدا کا برگزیدہ مامور (مرزا قادیانی) ناپسند فرمائے، مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہوسکتا ہے! ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع وضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اس (مسلم لیگ) سے مسلمانوں نے کیا حاصل کیا؟'' (''الفضل''، قادیان، ۸؍جنوری ۱۹۱۶ء)

علامہ محمد اقبالؒ پر تنقید:

مجلس احرار اسلام کی تحریک کشمیر جاری ہونے اور احرار رہنماؤں کے علامہ اقبال سے مسلسل مذاکرات کے نتیجہ میں علامہ اقبال کشمیر کمیٹی کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے اور اُنھوں نے اپنے بیان میں کہا کہ:

''اِن (قادیانیوں) کا مقصد برطانوی ہند کے مسلمانوں کے خلاف مسلمانانِ کشمیر کے کانوں میں زہر گھولنا تھا۔''

(''حرفِ اقبال''، صفحہ ۲۳۱، از لطیف شیروانی)

بعد ازاں ۱۹۳۵ء میں جب علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں قادیانیوں کو بے نقاب کیا اور اُنھیں ''ہندوستان اور اسلام کا غدار'' قرار دیا تو مرزا بشیر الدین نے علامہ اقبال کو ''روحانی بیمار'' اور ''تحریکات سے بے خبر فلسفی'' جیسے نازیبا القابات سے نوازا۔ (''الفضل''، قادیان، ۱۶؍ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ)

پنڈت نہرو کا استقبال:

قادیانیوں نے کانگرس کے ساتھ اپنے روابط کو مضبوط کرنے کے لیے ۲۸؍مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت نہرو کے لاہور آنے پر اُن کا بھرپور اِستقبال کیا اور اُن کے استقبال کے دوران پنڈت نہرو کے لیے ''فخرِ قوم'' اور ''فخرِ ملک'' کے نعرے بلند کیے۔ (''الفضل''، قادیان، ۳۱؍مئی ۱۹۳۶ء) قادیانیوں نے اِس موقع پر جو کتبے اُٹھا رکھے تھے، اُن پر یہ خیر مقدمی الفاظ درج تھے:

''فخرِ قوم! خوش آمدید''، ''جواہر لال نہرو زندہ باد''

قائداعظم محمد علی جناح کی مخالفت:

جب ۱۹۳۶ء میں قائداعظم لاہور آئے تو اُنھوں نے ۱۹۳۷ء میں ہونے والے انتخابات کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں سے دفتر احرار لاہور میں مذاکرات کیے۔ تاکہ مجلس احرار اور مسلم لیگ کا انتخابی اتحاد قائم کرکے ایک ہی پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیا جائے۔ اِن مذاکرات سے قادیانیوں کو اَپنے متعلق شدید خدشات لاحق ہوئے اور قادیانیوں کے ایک حمایتی اخبار ''دی پیپل'' نے قائداعظم کو متنبہ کیا کہ ''وہ احرار کے ساتھ کسی بھی انتخابی معاہدے سے باز رہیں۔'' جب احرار، مسلم لیگ کا اتحاد ناکامی سے دوچار ہوا تو قادیانیوں نے سکھ کا سانس لیا اور قائداعظم کے بارے میں لکھا کہ:

''وہ (قائداعظم) لاہور سے خالی ہاتھ، ہلکا پھلکا رَوانہ ہوگیا اور کسی مشہور رہنما نے اُسے الوداع تک نہ کہا۔'' (''الفضل''، قادیان، ۱۷؍مئی ۱۹۳۶ء)

پاکستان سکیم کی مخالفت:

تیسری گول میز کانفرنس کے دوران جب چودھری رحمت علی کا رسالہ ''اب، یا کبھی نہیں'' زیرِ بحث آیا تو سر ظفر اللہ خان قادیانی نے لفظ ''پاکستان'' اور اِس اسکیم کو محض طلباء کی سکیم اور ایک ناقابلِ عمل اور باطل خیال قرار دیا۔'' (''قائداعظم''، صفحہ ۳۰۷۔ از جی الانہ)

ہندوستان کی تقسیم کی مخالفت:

۱۹۴۰ء کی قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد قادیانی مسلم لیگ اور تقسیمِ ہند کے خلاف سرگرم ہوگئے۔ سر ظفر اللہ خان نے ۱۹۴۴ء میں ایک کتابچہ ''دی ہیڈ آف احمدیہ موومنٹ'' تحریر کیا۔ جس کا مقصد تحریک پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کرنا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر احمد نے لکھا کہ: ''احمدی ایک متحدہ ہندوستان کے خواہش مند ہیں۔'' قادیانی اپنے رہنماؤں کے الہامات کی روشنی میں متحدہ اور

غیر منقسم ہندوستان پر یقین رکھتے تھے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے ایک خواب کی، جس میں اُنھوں نے اپنے ساتھ گاندھی کو ایک ہی بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا، تعبیر بتاتے ہوئے کہا کہ:

''بہت کم عرصہ کے لیے شاید ہندوؤں اور مسلمانوں میں علیحدگی ہو جائے، مگر یہ تقسیم خالصتاً عارضی ہو گی اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ یہ مجوزہ تقسیم جلد ہی ختم ہو جائے۔'' (''الفضل''، قادیان، ۱۵؍اپریل ۱۹۴۷ء)

پنجاب کی حد بندی اور قادیانیوں کی غداری:

پنجاب اور بنگال کی حد بندی کے لیے ۳۰؍جون ۱۹۴۷ء کو سر ریڈکلف کی سربراہی میں ایک حد بندی کمیشن قائم کیا گیا۔ پنجاب میں کمیشن کے دو مسلمان اُرکان جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد تھے۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی، باؤنڈری کمیشن میں مسلم لیگ کا اہم قانونی مشیر تھا۔ قادیانی پنجاب کی تقسیم تحصیل کی بنیاد پر چاہتے تھے۔ تاکہ گورداس پور کا ضلع، جس میں قادیان شامل تھا، پاکستان کو نہ مل سکے۔ سر ظفر اللہ خان نے بھی اِسی قادیانی مؤقف کے پیشِ نظر حد بندی کی اکائی کے لیے تحصیل پر زور دیا۔ قادیانیوں کی عین خواہش کے مطابق پنجاب کو انگریز نے تحصیل کی بنیاد پر ہی تقسیم کیا اور گورداس پور کا ضلع ہندوستان کو مل گیا۔ اِس طرح ہندوستان کو جموں و کشمیر کی ریاست تک رسائی حاصل ہو گئی۔ لارڈ برڈ وَرڈ کے بقول:

''اگر گورداس پور کا ضلع ہندوستان کو نہ دیا گیا ہوتا، تو اُسے کبھی بھی کشمیر کا راستہ نہ ملتا اور نہ پاکستان کو جنگ کرنا پڑتی۔'' (''برِ اعظم کا فیصلہ''، صفحہ ۲۳۵۔ از لارڈ برڈ وَرڈ، لندن، ۱۹۵۳ء)

پاکستان میں اراضی کا حصول اور متوازی نظامِ حکومت کا قیام:

قیامِ پاکستان کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۴۸ء میں قادیانیوں کو حکومت نے ضلع جھنگ (پنجاب) میں وسیع اَراضی الاٹ کر دی۔ جسے قادیانیوں نے ''ربوہ'' کا نام دیا۔ یہ پناہ گاہ ہاتھ آتے ہی قادیانیوں نے ربوہ (چناب نگر) میں اپنی ایک متوازی ریاست قائم کر لی۔

جیسے کہ جسٹس منیر لکھتے ہیں کہ:

''احمدی ایک منظّم جماعت ہیں۔ اُن کا صدر مقام ایک خالص احمدی قصبے (چناب نگر) میں واقع ہے۔ جہاں ایک مرکزی تنظیم قائم ہے۔ جس کے مختلف شعبے ہیں۔ مثلاً: شعبہ امور خارجہ، شعبہ امور داخلہ، شعبہ امور عامہ، شعبہ نشر و اشاعت۔ یعنی وہ شعبے جو ایک باقاعدہ سیکرٹریٹ میں ہوتے ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں۔ اُن کے پاس رضا کاروں کا ایک جیش بھی ہے۔ جس کو خدامِ دین کہتے ہیں۔ فرقان بٹالین اِسی جیش سے مرکب ہے اور خالص احمدی بٹالین ہے۔'' (''تحقیقاتی عدالتی رپورٹ''، صفحہ ۲۱۱)

بلوچستان پر قبضہ کا منصوبہ:

پاکستان کو قائم ہوئے ابھی ایک سال بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ قادیانیوں نے پاکستان پر شب خون مارنے کی منصوبہ بندی کر لی اور اُس کے آغاز کے لیے بلوچستان کے مخصوص محلِ وقوع اور سیاسی اہمیت کے پیشِ نظر اُسے اپنے ماتحت لانے کا منصوبہ ترتیب دے دیا۔ قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین نے کوئٹہ (بلوچستان) میں اپنے ایک خطبہ میں قادیانیوں کو ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا کہ:

''بلوچستان کی آبادی پانچ چھے لاکھ ہے اور اگر ریاستی بلوچستان کو ملا لیا جائے تو اُس کی آبادی گیارہ لاکھ (بنتی) ہے، پس جماعت اِس طرف توجہ دے تو اِس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبہ کو احمدی بنا لیں تو کم از کم ایک صوبہ تو اَیسا ہو جائے گا۔ جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑا آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔'' (''الفضل''، ۲۳؍جولائی ۱۹۴۸ء)

کشمیر کی جنگ اور قادیانیوں کی مسلح نیم فوجی تنظیم ''فرقان بٹالین'':

پاکستان بننے کے بعد ملک کی دفاعی حالت کمزور تھی۔ ۱۹۴۸ء میں بھارت نے حالات کا رُخ دیکھ کر کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کر دیں۔ قبائلی پٹھان ڈوگرہ راج سے ریاست کشمیر کی آزادی میں مصروف تھے۔ اُدھر قادیانی جو جہاد کے منکر تھے۔ اب سیاسی مصلحت نے بظاہر اُنھیں بھی مجبور کر دیا کہ ''وہ کشمیر کی ابتر صورت حال میں قادیانیوں کے مفادات کی نگہبانی کے لیے کشمیر کی سرحد پر ''فرقان بٹالین'' روانہ کریں اور قادیانیت سے متعلق عسکری مفادات کی نگرانی کریں۔'' (''تحریک احمدیت: یہودی و سامراجی گٹھ جوڑ'' از بشیر احمد) لہٰذا قادیانیوں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جون ۱۹۴۸ء کو ''فرقان بٹالین'' کے نام سے ایک نیم فوجی تنظیم بنا ڈالی۔ فرقان بٹالین دراصل ایک جاسوس فوج تھی۔ جس کی قلعی کشمیری رہنماؤں اللہ رکھا ساغر اور سردار آفتاب احمد سیکرٹری جنرل جموں و کشمیر نے اِس طرح کھول کہ:

''مجاہدین کے کیمپ میں جو اَسکیم بنتی، (فرقان بٹالین کی بدولت) فوراً ہندوستان پہنچ جاتی۔ جہاں مجاہدین مورچے بناتے، دشمن کو پتا چل جاتا اور جہاں مجاہدین ٹھکانہ

کرتے، وہیں ہندوستانی ہوائی جہاز پہنچ جاتے تھے۔''

(روزنامہ ''آزاد''، لاہور، ۷ر اپریل ۱۹۵۰ء)

جب فرقان بٹالین کی ایسی سازشوں سے پردہ ہٹا تو ملک بھر میں قادیانیوں کے احتساب کا مطالبہ زور پکڑ گیا۔ جس پر ۱۷ر جون ۱۹۵۰ء کو فرقان بٹالین کو توڑ دیا گیا۔

پاکستانی مسلمانوں کو دھمکیاں:

مرزا بشیرالدین نے غرور آمیز لہجہ میں دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ:

''ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم (مسلمان) مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے۔ اُس وقت تمھارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اُس کی پارٹی کا ہوا تھا۔'' (''الفضل''، ربوہ۔ ۳ر جون ۱۹۵۲ء)

☆ ''۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجیے۔ جب تک احمدیت کا رُعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کریں کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ (مسلمان) مجبور ہو کر احمدیت کی گود میں آگریں۔'' (''الفضل''، ربوہ۔ ۱۶ر جنوری ۱۹۵۲ء)

پاک، بھارت جنگ ۱۹۶۵ء:

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

''کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ جنگ قادیانیوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ اِس لیے فوج کے ایک نہایت قابل قادیانی افسر میجر جنرل اختر حسین ملک نے مقبوضہ کشمیر پر تسلط قائم کرنے کے لیے ایک پلان تیار کیا۔ جس کا کوڈ نام ''جبرالٹر'' تھا۔ صاحبانِ اقتدار کے کئی افراد نے اُن کی مدد کی۔ اُن میں (مرزا غلام احمد قادیان کا پوتا) ایم ایم احمد سرفہرست بتائے جاتے ہیں جو خود بھی قادیانی تھے اور عہدے میں بھی پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئر مین ہونے کی حیثیت سے صدر ایوب کے بہت قریب تھے۔'' (''شہاب نامہ''، صفحہ ۸۸۴۔ از قدرت اللہ شہاب)

مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں قادیانیوں کا کردار:

مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں ایم ایم احمد قادیانی نے ناپاک کردار ادا کیا۔

''**سابق ایئر مارشل نور خان** نے نوکر شاہی کے بعض عناصر بالخصوص ایم ایم احمد (قادیانی) کے بارے میں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے غلط حکمت عملی سے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے دُور کیا ہے۔'' (روزنامہ ''آزاد''، لاہور۔ ۳ر مارچ ۱۹۷۱ء)

مشرقی پاکستان کے سابق گورنر **میجر جنرل راؤ فرمان علی نے انکشاف کیا کہ**

''پاکستان کے دولخت کرنے کے عوامل میں سے ایک قادیانیوں کا وہ نظریہ بھی تھا۔ جس کے تحت وہ پاکستان کے اندر ایک عظیم تر ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔''

(روزنامہ ''نوائے وقت''، لاہور۔ ۲۳ر جولائی ۱۹۸۴ء)

ربوہ (چناب نگر) میں مسلمان طلباء پر تشدد:

''۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو اپنی قوت کے اظہار کے لیے آمادۂ جنگ قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر اُس وقت حملہ کر دیا۔ جب وہ ایک تفریحی سفر سے واپسی پر ربوہ سے (بذریعہ ٹرین) گزر رہے تھے۔ قادیانیوں کے پاس ڈنڈے اور ہلکے ہتھیار تھے۔ پچاس طلباء کو بری طرح پیٹا گیا۔ جن میں تیرہ کی حالت نازک ہوگئی۔''

(روزنامہ ''جسارت''، کراچی ۳۱ر مئی ۱۹۷۴ء)

یادر ہے کہ یہی افسوس ناک واقعہ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی بنیاد بنا اور اِس تحریک کے نتیجہ میں قومی اسمبلی نے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو بالاتفاق کافر قرار دے دیا۔

مزید سیاسی تخریب کاریاں:

☆ ''قائداعظم یونیورسٹی کے دو لیکچراروں کو تخریبی لٹریچر تقسیم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کرلیا گیا۔'' (روزنامہ ''جنگ''، کراچی۔ ۶ر نومبر ۱۹۸۴ء)

☆ ''گزشتہ روز بھارتی ایجنسی ''را'' کا جاسوس ربوہ سے گرفتار کرلیا گیا۔''

(روزنامہ ''جنگ''، لاہور۔ ۱۱ر اگست ۱۹۹۱ء)

☆ ''بھارت کی ایجنسی ''را'' کے ایجنٹ کو مُریدکے، کے عمر حیات قادیانی کے گھر سے گرفتار کرلیا گیا۔'' (روزنامہ ''جنگ''، ۲۲ر فروری ۱۹۹۲ء)

☆ ''سندھ میں ہندوؤں اور قادیانیوں نے بھارت سے روابط تیز کردیے۔ عمر کوٹ اور مٹھی کے قادیانیوں کی بڑی تعداد بھارت کے لیے جاسوسی کرنے میں پیش پیش ہے۔''

(روزنامہ ''جنگ''، ۲۱ر فروری ۱۹۹۲ء)

☆ ''قادیانیوں نے ملک میں انارکی پھیلانے کے لیے عیسائی تنظیموں کو اِستعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اِس مقصد کے لیے عیسائی تنظیموں کو گیارہ کروڑ روپے دیے گئے ہیں۔ قادیانی خود پس پردہ رہ کر ملک کے امن واَمان کو تباہ کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔''

(ہفت روزہ ''خاور''، بہاولنگر، ۱۴راپریل ۱۹۹۳ء)

☆ ''ممتاز کشمیری رہنماؤں کو قتل کرنے کے لیے قادیانی دہشت گرد تنظیم کو بھارت نے ۲۰ کروڑ روپے کی ادائیگی کر دی۔'' (ہفت روزہ ''تکبیر''، کراچی۔ ۱۲ردسمبر ۱۹۹۳ء)

☆ ''قادیانیوں نے ملک میں بداَمنی پھیلانے کے لیے تخریب کارانہ سرگرمیاں تیز کر دیں۔ وفاقی وزیر داخلہ کے مطابق اہم پوسٹوں پر تعینات قادیانی افسران اور دیگر مرزائی شخصیات کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے۔ یہ اقدامات لندن سے (قادیانیوں کے سربراہ) مرزا طاہر احمد کے اِس خطاب کہ ''ملک میں بداَمنی، شیعہ، سُنی فساد اَور تفرقہ بازی ودہشت گردی پھیلائی جائے۔'' کے بعد کیے گئے ہیں۔'' (روزنامہ ''پاکستان''، لاہور۔ ۱۱ردسمبر ۱۹۹۷ء)

☆ ''روزنامہ ''امت''، کراچی کے نمائندے اور روزنامہ ''اوصاف''، اسلام آباد کے بیورو چیف رانا ابرار چاند چناب نگر کے بازار میں قادیانی غنڈوں نے (۱۵رمارچ ۲۰۱۱ء کو) گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ رانا ابرار قادیانی جماعت کے متوازی عدالتی نظام اور بلوچستان میں قادیانی شہر بسانے کے منصوبوں کے حوالے سے قادیانی سازشوں کو اخبار کے ذریعے بے نقاب کر رہے تھے۔''

(روزنامہ ''امت''، کراچی۔ ۱۶رمارچ ۲۰۱۱ء)

قادیانیوں کی سیاسی تخریب کاریاں اب بھی مختلف طریقوں سے جاری ہیں۔ قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو اَندرون وبیرون ملک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اکثر اِسلامی ممالک میں اُنھیں کافر قرار دے کر اُن کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جاچکی ہے، لیکن وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے ناواقف مسلمانوں کو قادیانیت کے دائرے میں لانے کے لیے مصروفِ عمل ہیں اور اِس کے ساتھ ہی وہ عالم اسلام کے خلاف سیاسی تخریب کاریوں میں بھی مشغول ہیں۔ چونکہ قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔ اِس لیے وہ موجودہ حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، دنیا بھر میں مسلمانوں کی جاری جہادی سرگرمیوں کو دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کا نام دے کر اِسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ جس کے لیے اُنھیں سامراجی اور صیہونی قوتوں کی مکمل حمایت اور سرپرستی حاصل ہے۔

پاکستان میں قادیانی اپنی طے شدہ آئینی حیثیت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اور وہ وقتی مصلحت کے تحت آج کل خود پس پردہ رہتے ہوئے لادین حلقوں بالخصوص این جی اوز سے بھرپور کام لے رہے ہیں۔ یہ قادیانی نواز حلقے، قادیانیوں کے متعلق پارلیمنٹ اور اَعلیٰ عدالتی فیصلوں کو تسلیم کرنے کی بجائے، اُن کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ یہ قادیانی نواز عناصر ۱۹۷۳ء کے آئین کی وہ ترمیم جس کے تحت قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا، قانونِ امتناعِ قادیانیت اور قانونِ توہینِ رسالت کے خاتمہ کے لیے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ حکومت پر اَثر اَنداز ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ قادیانی خود کو مظلوم ثابت کر کے بیرونی طاقتوں کے ذریعے پاکستان پر دباؤ ڈلواتے ہیں اور پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا پروپیگنڈہ کر کے پاکستان کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔

☆☆☆

مآخذ:

(۱) بشیر احمد: ''احمدیت: یہودی، سامراجی گٹھ جوڑ''

(۲) شورش کاشمیری: ''تحریک ختم نبوت''

(۳) صاحبزادہ طارق محمود: ''کادیانیت کا سیاسی تجزیہ''

مجلس احرارِ اسلام اور محاسبۂ قادیانیت

(۱۹۳۱ء۔۱۹۵۳ء)

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ قادیانی ارتداد کے پھیلاؤ اور اِس دین دشمن گروہ کے خطرناک تخریبی عزائم پر مسلسل کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔ جب انھوں نے بانی احرار مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قادیانیت شکن جہاد میں، اُن کے خلوص، للّٰہیت، بے غرضی اور بے مثال ومنفرد خداداد صلاحیتوں کے اظہار واِستعمال کا بغور مشاہدہ فرمایا تو انھوں نے ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو قادیانیت کے فتنہ کی روک تھام کے لیے ''امیر شریعت'' مقرر فرمادیا اور اس موقع پر علامہ کشمیریؒ نے پانچ سو سے زائد علماء کرام سمیت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

فتنۂ قادیانیت کے خاتمہ کے لیے مجلس احرار اسلام کا قیام:

جب احرار رہنماؤں نے ۲۹؍ دسمبر ۱۹۲۹ء میں مسلمانوں کی الگ دینی وسیاسی جماعت مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی تو اُن کے اس عمل کے پس منظر میں علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی یہ بنیادی تجویز بھی شریکِ کار تھی کہ:

> ''پنجاب میں ایک ایسی منظم عوامی تنظیم کا قیام عمل میں آئے جو قادیانیت کے محاذ پر سرفروشانہ کام کرے اور استخلاصِ وطن کے لیے بھی جدوجہد کرے۔'' (انٹرویو مولانا سید انظر شاہ کشمیری، روزنامہ ''جنگ'' میگزین، ۱۸؍ جولائی ۱۹۸۴ء)

مجلس احرار اسلام برصغیر کی پہلی دینی وسیاسی جماعت تھی جو فتنۂ قادیانیت کے خاتمے اور تحفظ ختم نبوت کے عظیم مقاصد کے لیے بنائی گئی۔ بزرگانِ احرار نے ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کا ابتدائی خاکہ ترتیب دیا۔ مجلس احرار اسلام کے بانیوں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مظہر علی اظہر، اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی وغیرہ شامل تھے۔

تحریک آزادیٔ کشمیر:

۱۹۳۱ء میں جب مہاراجۂ کشمیر نے کشمیری مسلمانوں پر زندگی تنگ کردی تو وادیٔ کشمیر میں بغاوت کی چنگاری سلگ اٹھی۔ ۲۵؍ جولائی ۱۹۳۱ء کو ہندوستان کے مسلمان رہنما شملہ میں اکٹھے ہوئے اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی، مگر بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی کا صدر مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور جنرل سیکرٹری عبدالرحیم درد قادیانی کو

منتخب کیا گیا۔ کمیٹی کے ارکان میں دیگر مسلمان رہنماؤں کے علاوہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، شامل تھے۔ کشمیر کمیٹی کے بنتے ہی قادیانیوں نے اپنی طے شدہ حکمتِ عملی کو بروئے کار لایا اور کشمیری مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لیے زور شور سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی۔

مجلس احرار اسلام کے رہنما کشمیر کمیٹی پر قادیانیوں کے تسلط کو بتیس لاکھ کشمیری مسلمانوں کے حق میں سراسر نقصان دہ جانتے تھے، لہٰذا احرار رہنماؤں کے ایک وفد نے ۸/اگست ۱۹۳۱ء کو علامہ محمد اقبال سے ملاقات کی اور کشمیری مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور قادیانیت کی روک تھام کے لیے تحریک کشمیر شروع کر دی۔

مجلس احرارِ اسلام کی اس تحریک کے دوران پچاس ہزار کارکن گرفتار اور اُنیس احرار مجاہدین شہید ہوئے۔ اس تحریک نے کشمیری مسلمانوں میں آزادی کا شعور پیدا کیا اور قادیانیوں کی تبلیغی سازشوں کا پردہ چاک کر کے اُن کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ احرار رہنماؤں کی مسلسل محنت کے نتیجہ میں ۷/مئی ۱۹۳۳ء کو مرزا بشیر الدین قادیانی کو کشمیری کمیٹی سے مستعفی ہونا پڑا اور اُس کی جگہ علامہ محمد اقبال کشمیر کمیٹی کے صدر بنائے گئے، لیکن انھوں نے بھی قادیانیوں کی اصلیت ظاہر ہونے پر بالآخر جون ۱۹۳۳ء میں کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور انھوں نے اپنے استعفیٰ دینے کے پس منظر میں قادیانی سربراہ اور اُس کے پیروکاروں کی سازشوں کا پردہ چاک کیا۔

شعبۂ تبلیغ کی بنیاد اور قادیان میں دفترِ احرار کا قیام:

احرار کشمیر کے محاذ سے فارغ ہوئے ہی تھے اور ابھی اُن کی جیلوں سے رہائی عمل میں آ ہی رہی تھی کہ اُنھی دنوں قادیان کے غریب مسلمانوں کی بے کسی کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ قادیان میں آنجہانی مرزا بشیر الدین قادیانی نے اپنے انگریز آقا کی سرپرستی میں اپنی ریاست قائم کر رکھی تھی۔ جہاں اُن کا اپنا عدالتی نظام قائم تھا۔ پولیس اُن کی کنیز تھی۔ مسلمانوں کی عزت و آبرو اور مال و دولت محفوظ نہ تھی۔ تجارت اور خرید و فروخت پر قادیانیوں کے ظالمانہ ٹیکس رائج تھے۔ الغرض برطانوی حکومت کی سرپرستی میں قادیان میں ظلم و تشدد کی اندھیر نگری قائم تھی۔

۱۹۳۳ء کے ایام کا ذکر ہے کہ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے قادیان کے دل خراش واقعات سن کر یہ فیصلہ کیا کہ قادیان میں مسلمانوں کو درپیش حالات سے آگاہی کے لیے ابتدائی طور پر دو احرار کارکنوں کو قادیان بھیجا جائے، چنانچہ ۶/اکتوبر ۱۹۳۳ء کو حبیب الرحمٰن اور سید غریب شاہ کو قادیان روانہ کیا گیا۔ ان نو وارد کارکنوں کو قادیان میں گھومتا دیکھ کر قادیانیوں کو شبہ ہوا تو اُن پر ظلم و تشدد کا بازار گرم کر دیا گیا۔ جس سے غریب شاہ کی حالت غیر ہو گئی۔ دونوں کارکن بڑی مشکل سے لاہور پہنچے اور قادیان کے نازک حالات کی رپورٹ احرار رہنماؤں کے سامنے پیش کی۔ جس پر مہینوں کے غور و خوض کے بعد مجلس احرار اسلام نے ختم نبوت کے تحفظ، قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں اور انگریز کی مکمل سرپرستی میں اُن کے تخریبی سیاسی عزائم کی مستقلاً روک تھام کے لیے ۱۹۳۴ء کے آخر میں جماعت کے شعبۂ تبلیغ کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا۔ جس کا حسبِ ذیل منشور طے پایا:

”(۱) شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام خالص مذہبی شعبہ ہے۔ سیاساتِ ملکی سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔
(۲) ارتداد و دہریت کی روک تھام کے پیش نظر مسئلہ ختم نبوت کی ہر ممکن حفاظت کرنا۔
(۳) مسلمانوں میں تبلیغِ اسلام کا شوق پیدا کرنا اور اُس کے لیے مبلغوں کی ایک سرگرم جماعت تیار کرنا۔
(۴) ہندوستان اور بیرون ہند میں اسلام کی اشاعت کرنا۔
(۵) خدمتِ خلق اور اسلامی اخلاق کی عملی کیفیت پیدا کرنا۔“

(جانباز مرزا، ”کاروانِ احرار“ (جلد دوم)، مکتبہ تبصرہ لاہور، جون ۱۹۷۷ء، ص ۵۵)

قادیان میں مجلس احرار اسلام کا دفتر کھول دیا گیا اور ۱۹۳۴ء کے آغاز میں مجاہد ختم نبوت مولانا عنایت اللہ چشتیؒ (ساکن چکڑالہ، ضلع میانوالی) کو قادیان میں پہلے مبلغِ احرار کی حیثیت سے تعینات کر دیا گیا۔ جنھوں نے مجلس احرار اسلام کی ہندوستان گیر تنظیم کے سہارے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا مقدس فریضہ بڑی جرأت و دلیری اور ہمت و اِستقامت کے ساتھ انجام دیا۔ بعد میں مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ کے حکم پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ماسٹر تاج الدین انصاریؒ بھی قادیانیت کی سرکوبی کے لیے قادیان پہنچ گئے۔ انھوں نے وہاں قیام پذیر ہو کر قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین کے خاندان کے افراد کے جعلی وقار کو مٹی میں اس طرح ملایا کہ اُن کا رہا سہا رعب و دبدبہ بھی زمیں بوس ہو گیا۔ قادیان میں بعد ازاں دیگر احرار مبلغین مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عتیق الرحمٰنؒ، خواجہ عبدالحمید بٹؒ بھی مولانا عنایت اللہ چشتیؒ کی قیادت میں تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔

سر ظفر اللہ خان قادیانی کی نامزدگی اور احرار کا احتجاج:

۱۹۳۴ء میں جب سر ظفر اللہ خان قادیانی کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ اُسے وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل میں مسلمان نمائندہ کے طور پر لیا جا رہا ہے تو مجلس احرار اسلام نے اس پر شدید ردّ عمل کا اظہار کیا اور احرار وفد نے وائسرائے ہند سے مل کر ظفر اللہ کی مسلمانوں کی سیٹ پر نامزدگی کے خلاف احتجاج ریکارڈ کرایا، لیکن حکومت برطانیہ کو

اپنے مفادات عزیز تھے۔اس لیے ۱۰؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ظفر اللہ خان کو مسلمانوں کے احتجاج کے برعکس وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا رُکن نامزد کر دیا گیا۔

احرار تبلیغ کانفرنس، قادیان:

قادیانیوں کی سازشوں کو ہندوستان گیر سطح پر واضح کرنے اور اُن کی دہشت و خوف کو دُور کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام نے ۲۱، ۲۲، ۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں ''احرار کانفرنس'' منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس سے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کا دینی جوش وجذبہ اپنی انتہاؤں کو چھونے لگا۔ اگرچہ مجلس احرار سے پہلے بھی علمائے کرام قادیان آ کر عقیدۂ ختم نبوت بیان کیا کرتے تھے، لیکن اُس وقت تک اُن کی یہ انفرادی کوششیں نتیجہ خیز ہونے میں کامیاب نہ ہوسکی تھیں۔ مجلس احرار اسلام ہندوستانی مسلمانوں کے متوسط طبقے کی مقبول ترین جماعت تھی۔ جس کی جڑیں پورے ملک میں مضبوطی سے قائم تھیں، چونکہ مجلس احرار اب قادیانیوں کی سرکوبی کا مکمل تہیہ کر چکی تھی۔ اس لیے اُس کے وسیع جماعتی نظام کی بدولت پورے ملک سے اس کے کارکنوں سمیت دو لاکھ سے زائد مسلمان احرار کانفرنس میں شرکت کے لیے قادیان پہنچ گئے۔ یہ نظارہ بھی قادیان کی زمین پر دنیا نے پہلی بار ہی دیکھا کہ قادیان کا وہ خطۂ زمین کہ جہاں پر کسی بھی غیر قادیانی کے اونچی آواز میں بات کرنے پر بھی پابندی تھی، وہاں برعظیم کے بے مثال خطیب، علماء کرام اور مشائخ، عقیدۂ ختم نبوت کو جرأت وبے باکی سے بیان کرنے اور قادیانیت کے کفر کا برملا اعلان کرنے کے لیے تشریف لا چکے تھے۔ جس پر قادیان کا ہر مسلمان نازاں دکھائی دیتا تھا۔

مجلس احرار اسلام کے صفِ اوّل کے رہنماؤں کے علاوہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مفتی ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ، مفتی عبدالرحیم پوپلزئیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا ظہور احمد بگویؒ بھی قادیان میں پہنچ گئے۔ احرار تبلیغ کانفرنس، ڈی اے وی ہائی سکول کے احاطہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں دیگر مقررین کے علاوہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخی صدارتی خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر نے قادیانیت کے وجود میں سراسیمگی کی لہر دوڑا دی۔ مجلس احرار اسلام کے قادیان میں فاتحانہ داخلے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قادیان میں شعلہ بار تقریر سے قادیانیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور مسلمانوں کو ایک نیا ولولہ ملا۔ شاہ جی کی تقریر سے بوکھلا کر انھیں ایک مقدمہ کے تحت ۷؍دسمبر ۱۹۳۴ء میں گرفتار کر لیا گیا، لیکن ۸؍دسمبر کو انھیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور: دیوان سکھانند نے ضمانت پر رہا کر دیا۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر قادیان والی تقریر پر مقدمہ چلتا رہا۔ ۲۰؍اپریل ۱۹۳۵ء کو مجسٹریٹ گورداس پور نے شاہ جی کو چھے ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی، جس کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل کی گئی اور سیشن کورٹ نے ابتدائی سماعت میں ہی شاہ جی کو ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ عدالت نے ۶؍جون ۱۹۳۵ء کو اس مقدمے کا تاریخی فیصلہ دیا، جس نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مؤقف اور مجلس احرار کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ سیشن جج جی۔ ڈی کھوسلہ نے امیر شریعت کے جرم کو محض اصطلاحی قرار دیتے ہوئے تابرخواستِ عدالت قیدِ محض کی سزا سنائی۔ اس تاریخی فیصلہ نے قادیانیت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔

قادیانیوں کی دعوتِ مباہلہ اور پھر مباہلہ سے گریز:

قادیانی مجلس احرار کے تابڑ توڑ حملوں سے گھبرائے ہوئے تھے، چنانچہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء کو قادیانیوں نے اپنے اخبار ''الفضل'' میں مجلس احرار کے رہنماؤں کو قادیان میں مباہلہ کی دعوت دے دی۔ احرار رہنماؤں نے بلا تاخیر اِس دعوت کو قبول کر لینے کے ساتھ ہی مباہلہ کے لیے مولانا مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ہند کے ۱۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء کو قادیان پہنچنے کے فیصلے کو مشتہر کر دیا۔ جب مقررہ تاریخ کو مولانا مظہر علی اظہر احرار رہنماؤں کی معیت میں قادیان پہنچے تو وہاں اُن کا شاندار استقبال کیا گیا۔ قادیانی مجلس احرار کی اس جرأت سے اس حد تک خوف زدہ ہو گئے کہ وہ مباہلہ کے لیے میدان میں آنے کی جرأت ہی نہ کر سکے۔ جس سے قادیان میں احرار کانفرنس کی کامیابی کے بعد قادیانیوں کو دُوسری مرتبہ اپنے ہی گھر میں پھر شکست اٹھانا پڑی۔

اس خفت کو مٹانے کے لیے قادیانیوں نے نومبر ۱۹۳۵ء کو دوبارہ دعوتِ مباہلہ دے دی اور پھر خود ہی اُس سے انکاری ہو گئے، مگر احرار نے اُن کی دعوت قبول کر کے ۱۸؍نومبر کو مباہلہ کی تاریخ مقرر کر دی۔ جس پر قادیانیوں کی مدد کے لیے حکومت نے قادیان اور اُس کے نو میل کے فاصلے تک احرار رہنماؤں کے اجتماع اور داخلہ پر پابندی عائد کر دی۔

احرار رہنماؤں کے قادیان میں داخلہ اور نمازِ جمعہ کی ادائیگی پر پابندی:

بعد ازاں ایک دوسرے نوٹس کے ذریعے بعض احرار رہنماؤں کے قادیان اور اُس کے چار میل کے فاصلے تک داخلے اور اجتماعات کے انعقاد سمیت ۵؍دسمبر ۱۹۳۵ء کو دفعہ ۱۴۴ کے تحت غیر معینہ مدت کے لیے نمازِ جمعہ کی ادائیگی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس حکم کے اگلے ہی روز (۶؍دسمبر کو) حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس غیر شرعی پابندی کو توڑنے اور قادیان میں (۶؍دسمبر کو) جمعہ پڑھانے کا اعلان فرما دیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قادیان پہنچے تو انھیں گرفتار کر لیا گیا اور انھیں تین ماہ قید سخت اور پچاس روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ جس پر مجلس احرار اسلام نے سول نافرمانی کا آغاز کر دیا۔ اگلے جمعہ (۱۳؍دسمبر) کو مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوری کو جانباز مرزاؒ کے ساتھ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے قادیان روانہ کیا گیا، لیکن انھیں بٹالہ سٹیشن پر ہی گرفتار کر کے گورداس پور جیل بھیج دیا گیا۔ ۲۰ اور ۲۷؍دسمبر کو دو احرار رہنما قادیان کے لیے روانہ ہوئے، مگر انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ۳؍

جنوری ۱۹۳۶ء کو احرار رہنما مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو قادیان پہنچنے پر ڈپٹی مجسٹریٹ نے انھیں حراست میں لے کر چھے ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ قاضی صاحب کی گرفتاری کے فوراً بعد ۵؍ جنوری ۱۹۳۶ء کو حکومت پنجاب نے قادیان میں نمازِ جمعہ پر پابندی اٹھالی، جس پر احرار رہنما اور سابق قادیانی مبلغ مولانا لال حسین اخترؒ جنوری میں ہی قادیان تشریف لے گئے اور اجتماعِ جمعہ سے خطاب بھی فرمایا۔

حضرت امیر شریعتؒ پر پابندی اور احرار رہنما کی شہادت:

۳؍ جنوری ۱۹۳۷ء کو حکومتِ پنجاب نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قادیان میں داخلے پر ایک سال کے لیے پابندی لگادی۔ دوسری طرف قادیانیوں نے ۲۷، ۲۸؍ فروری ۱۹۳۸ء کی درمیانی رات کو قادیان کے مسلمانوں کے اہم ترین معاون حاجی عبدالغنی (رئیس بٹالہ و صدر مجلس احرار اسلام گورداس پور) کو شہید کر دیا۔ اُن کی شہادت پر ہندوستان بھر میں شدید احتجاج کیا گیا۔

دوبارہ دعوتِ مباہلہ اور احرار کانفرنس قادیان پر پابندی:

جولائی ۱۹۴۴ء میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین نے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کو قادیان میں آنے کا چیلنج دیا، جس پر مجلس احرار نے ۲۷ تا ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔ جب مجلس احرار نے آزادیٔ وطن کی مصروفیت اور حالات کی سختی کے باوجود بھی چیلنج قبول کرتے ہوئے احرار کانفرنس قادیان کا اعلان کر دیا تو مرزا بشیر الدین کے اوسان خطا ہوگئے اور قادیانیوں کے ایماء پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور نے ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو قادیان اور اُس کے نواح کے دس میل کے علاقے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے احرار کے اجتماعات پر پابندی عائد کر دی۔

مجلس احرار کی اس عظیم تحریک تحفظ ختم نبوت کی بدولت قادیان کے مسلمانوں میں قادیانی غنڈوں کے سامنے کھڑا ہونے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ قادیانی رعب و دبدبہ کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ قادیان میں مجلس احرار اسلام کے قائم کردہ اداروں ''مسجد ختم نبوت'' اور دینی مدرسہ ''جامعہ محمدیہ'' کے قیام سے مسلمانوں کی اولاد دینی تعلیم اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس ہوئیں۔ قادیانی ارتدادی تبلیغ کا ریلا رک گیا۔ احرار نے قادیان میں کپڑا بنانے کے لیے دستی کھڈیاں قائم کیں۔ جس سے غریب مسلمان قادیانیوں کے معاشی تسلط سے کافی حد تک آزاد ہوگئے۔ مجلس احرار اسلام نے قادیانیوں کی سیاسی اصلیت کو بے نقاب کیا اور ہندوستان کے گلی، کوچوں میں قادیانیوں کی شاطرانہ چالوں اور اُن کی سامراجی وفاداری کے قصے عام ہوتے گئے۔ مجلس احرار کی سرفروشانہ جدوجہد کے صلے میں ناموسِ رسالت کا تحفظ ہوا، اور قادیانی عوام الناس میں نفرت کا نشان بن کر رہ گئے۔

قادیانی اور پاکستان:

قیامِ پاکستان کی تحریک آخری مراحل میں تھی، لیکن قادیانی اُس کی راہ میں مسلسل روڑے اٹکا رہے تھے۔ اکھنڈ بھارت کے قادیانی منصوبے حد بندی کمیشن (باؤنڈری کمیشن) میں عیاں ہوگئے۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے باؤنڈری کمیشن کی کارروائی کے دوران ایسا گھناؤنا کھیل کھیلا کہ علاقوں کی غیر منصفانہ تقسیم سے کشمیر دولخت ہوگیا، ہمارے دریاؤں کا منبع ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا۔ جس کی بدولت ہندوستان آج بھی ہمارے دریاؤں کے پانی روک لینے کی قوت رکھتا ہے۔

قادیانیوں کو اَراضی کی فراہمی اور ربوہ کا قیام:

پاکستان بننے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود قادیان سے پاکستان آ گیا۔ ۱۹۴۸ء کے آخر میں پنجاب کے انگریز گورنر سر فرانسس موڈی کی خصوصی مہربانی سے قادیانیوں کو چنیوٹ کے قریب ۱۰۳۴؍ ایکڑ اراضی کوڑیوں کے مول الاٹ ہوگئی۔ جسے قادیانیوں نے ''ربوہ'' (اب چناب نگر) کا نام دیا۔

پاکستان میں ایسی محفوظ پناہ گاہ میسر آتے ہی مرزا بشیر الدین نے اکھنڈ بھارت (یعنی پاکستان و بھارت کے ایک ہو جانے) کے خواب دیکھتے ہوئے پاک و ہند کی تقسیم کے عارضی ہونے اور دونوں ملکوں کے ایک ہو جانے کے الہامات جاری کیے۔ جب کہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے بطور وزیر خارجۂ پاکستان کے تقرر نے قادیانیت کو نہ صرف پاکستان، بلکہ وزارتِ خارجہ کے ذریعے بیرونی ممالک میں بھی قدم جمانے کے مواقع میسر کیے۔ مرزا بشیر الدین نے کشمیر اور بلوچستان میں تخریبی سرگرمیوں کو اِس قدر تیز کر دیا کہ ملکی صورتِ حال انتہائی حساس دکھائی دینے لگی۔ حتیٰ کہ مرزا بشیر الدین نے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کو قادیانی صوبہ بنانے کے منصوبہ کا اعلان کر دیا۔

احرار کی سیاست سے دستبرداری اور قادیانی سازشیں:

مجلس احرار اسلام نے جنوری ۱۹۴۹ء میں جلسۂ عام میں ایک قرارداد کے ذریعے انتخابی سیاست سے دستبرداری اور آئندہ ایک دینی جماعت کی حیثیت سے تحفظ ختم نبوت اور اصلاحِ معاشرہ کا کام کرنے کا فیصلہ کرلیا اور سیاسی امور میں مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کا اعلان کیا۔ اب مجلس احرار کی تمام تر توجہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اسلام کی تبلیغ

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء، حکومت پنجاب، ۱۹۵۴ء، ص ۱۷۴)

نئی مملکتِ پاکستان قادیانی سازشوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ قادیانیوں کی جرأت اس حد تک جا پہنچی تھی کہ ۱۷، ۱۸ رمئی ۱۹۵۲ء کو وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے اپنے ہم مسلک قادیانیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کو ایک سُوکھے ہوئے درخت اور قادیانیت کو خدا کے لگائے ہوئے پودے سے تشبیہ دے کر اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ کیا۔ ظفر اللہ خان کی اس دلآزار تقریر نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور عوامی جذبات کا لاوا اُبلنے لگا۔

کراچی میں علماء کا اجلاس:

ان حالات میں مجلس احرار اسلام پاکستان کی وہ واحد دینی جماعت تھی، جس نے حالات کی سنگینی کا ادراک کیا اور فوراً کراچی میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کرام کا اجلاس ۳ رجون ۱۹۵۲ء کو کراچی میں طلب کر لیا۔ اس اجلاس کے داعی مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

تین مطالبات:

اجلاس میں حسبِ ذیل تین مطالبات مرتب کیے گئے، جو آگے چل کر تحریک تحفظ ختم نبوت کا منشور ٹھہرے:

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) چودھری ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔

(۳) قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

آل مسلم پارٹیز کنونشن، کراچی:

ان مطالبات کی منظوری کے لیے ایک کُل جماعتی کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اجلاس مولانا سید سلیمان ندویؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں کنونشن کے انعقاد و انتظام کے لیے گیارہ رہنماؤں پر مشتمل ایک بورڈ بنایا گیا۔ ۱۳ رجولائی ۱۹۵۲ء کو بورڈ کا اجلاس ہوا۔ جس میں مختلف اہم جماعتوں کو آل پارٹیز کنونشن میں شمولیت کے لیے دعوت نامے جاری کیے گئے۔

آل مسلم پارٹیز کانفرنس لاہور:

اسی سلسلے میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ۱۳ رجولائی ۱۹۵۲ء کو پنجاب میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس، برکت علی محمڈن ہال لاہور میں منعقد کی۔ جس میں صوبہ پنجاب کے جید علماء اور ممتاز مشائخ نے شرکت کی۔ اس کنونشن کا دعوت نامہ احرار رہنما مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جاری کیا۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام:

کنونشن میں بیس حضرات پر مشتمل ایک کُل جماعتی مجلس عمل تشکیل دے دی گئی۔ تاکہ وہ آئندہ کا لائحہ عمل ترتیب دے۔ مسئلہ قادیانیت پر آخری مشاورت کے لیے ۱۶، ۱۷، ۱۸ رجنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں تمام مکاتبِ فکر کے کنونشن کے انعقاد کا فیصلہ بھی کیا گیا۔

ملتان میں پولیس گردی، چھے افراد کی شہادت:

۱۸ رجولائی ۱۹۵۲ء کو ملتان میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ہونے والے ایک جلسہ پر سب انسپکٹر تھانہ کُپ ملتان نے پولیس کی نفری کے ہمراہ دھاوا بول دیا۔ جس پر ملتان کے غیور عوام نے ایک تاریخی احتجاجی جلوس نکالا۔ جس کے جواب میں پولیس نے جلوس پر بے رحمانہ فائرنگ کر کے چھے افراد کو شہید اور درجنوں کو شدید زخمی کر دیا۔ پولیس کے اس ظلم نے نہ صرف ملتان بلکہ پورے ملک میں لوگوں کے دلوں میں آگ لگا دی۔ ملتان میں بارہ روز تک ہڑتال جاری رہی۔

مجلس عمل کے وفد کی خواجہ ناظم الدین سے ملاقات اور ملک گیر مہم:

۱۶ راگست ۱۹۵۲ء کو مجلس عمل کے رہنما نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کی اور قادیانیوں کے متعلق اپنے مطالبات دہرائے، لیکن وزیر اعظم نے اُن کے مطالبات کو اہمیت نہ دی، چنانچہ مجلس عمل نے اپنے مطالبات کی منظوری کے لیے ۱۹ راگست ۱۹۵۲ء کو ملتان اور ۲۳ راگست کو لاہور میں جلسہ ہائے عام منعقد کیے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے صوبہ سرحد کا دورہ کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقریروں کے ذریعے طوفان برپا کر دیا۔ دوسری طرف مجلس احرار اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں جولائی اور اگست ۱۹۵۲ء کے دوران ۱۱۵، قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (''رپورٹ تحقیقاتی عدالت''، ص ۱۱۲) آل پارٹیز مجلس عمل کے فیصلے کے مطابق حکومتی قادیانیت نوازی کے خلاف ۳ راکتوبر ۱۹۵۲ء بروز جمعہ کو پنجاب میں ''یوم احتجاج'' منایا گیا۔

کراچی میں کنونشن:

۱۱ردسمبر ۱۹۵۲ءکومجلس عمل نے پاکستان کے تمام اہم دینی رہنماؤں اور مذہبی جماعتوں کو ۱۶، ۱۷، ۱۸رجنوری ۱۹۵۳ء کے کنونشن کے لیے دعوت نامے جاری کیے۔کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ۱۶رجنوری ۱۹۵۳ءکو کراچی میں منعقد ہوا۔اجلاس میں مشرقی ومغربی پاکستان کے مختلف مکاتبِ فکر کے ڈیڑھ سو سے زائد علماء اور مشائخ نے شرکت فرمائی۔۱۸رجنوری ۱۹۵۳ءکو کنونشن کے ایک اجلاس میں مطالبات کو تسلیم کرانے کی غرض سے راست اقدام (Direct Action) کو ضروری قرار دیا گیا۔

مجلس عمل کے رہنماؤں کی خواجہ ناظم الدین سے ملاقات اور تیس دن کا الٹی میٹم:

مجلس عمل کے فیصلہ کے مطابق ایک چار رکنی وفد نے خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے ۲۲رجنوری ۱۹۵۳ءکو ملاقات کی۔اس ملاقات میں ظفراللہ خان کے سوا تمام ممبرانِ کابینہ بھی شریک تھے۔مجلس عمل کے وفد نے آل پارٹیز مسلم کنونشن کی قراردادوں اور مطالبات کی منظوری کے لیے حکومت کو ایک ماہ کا نوٹس دیا۔جس پر وزیراعظم نے مطالبات کی منظوری سے قاصر ہونے کا عذر کیا اور جواب میں کہا کہ اگر میں قادیانیوں کے خلاف آپ کا مطالبہ مان لوں تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم کا نہیں دے گا۔

مذاکرات کی ناکامی اور مجلس عمل کے وفد کی کراچی سے واپسی کے بعد ملک کے تمام بڑے شہروں سمیت گاؤں اور قصبوں میں بھی تحفظ ختم نبوت کے لیے اجتماعات کا تانتا بندھ گیا۔مجلس عمل کی جانب سے حکومت کو دِیے جانے والے تیس روزہ الٹی میٹم کے ایام تیزی سے ختم ہو رہے تھے۔تحریک تحفظ ختم نبوت اپنے جوبن پر پہنچ چکی تھی۔۱۶رفروری لاہور میں وزیراعظم کی آمد پر مکمل ہڑتال کی گئی اور اُسی روز دہلی دروازہ، لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔جس میں آخری تقریر حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔حضرت سید عطاءاللہ شاہ بخاری کو دورانِ تقریر کسی نے خواجہ ناظم الدین کے لاہور پہنچ جانے کی اطلاع دی تو شاہ جی نے فرمایا:

> ''جاؤ! میری اِس ٹوپی کو خواجہ ناظم الدین کے پاس لے جاؤ۔میری یہ ٹوپی کسی کے سامنے نہیں جھکی۔اِسے خواجہ صاحب کے قدموں میں ڈال دو۔اور اُس سے کہہ دو کہ ہم تجھ سے اقتدار نہیں چھینیں گے۔ہاں، ہاں، جاؤ، اور میری ٹوپی اس کے قدموں میں ڈال کر یہ بھی کہو کہ عطاءاللہ شاہ بخاری تیرے سؤروں کا ریوڑ بھی چرانے کے لیے تیار ہے،مگر شرط یہ ہے کہ تو حضور فداہ اَبی واُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت کی حفاظت کا قانون بنادے کہ کوئی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ کرے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دستارِ ختم نبوت پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے۔''

جلسہ کے اختتام پر شاہ جی کی ہی تجویز پر مجلس عمل کے ایک وفد نے خواجہ ناظم الدین سے یہ دریافت کرنے کے لیے ملاقات کی کہ وہ مجلس عمل کے مطالبات کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں،لیکن وزیراعظم نے حسبِ سابق واضح کیا کہ اُن کے مطالبات تسلیم نہیں کیے جاسکتے۔اس ملاقات نے یہ حقیقت واضح کردی کہ اب حکومت اور مجلس عمل کے مابین مصالحت کا کوئی امکان باقی نہیں ہے۔

الٹی میٹم کا خاتمہ:

الٹی میٹم کی مدت ختم ہوتے ہی مجلس عمل کے رہنماؤں کی کراچی تشریف آوری شروع ہوگئی۔۲۱رفروری ۱۹۵۳ءکو الٹی میٹم کی ایک ماہ کی مدت گزرنے پر آخری مرتبہ ایک مزید وفد نے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کی۔اس ملاقات میں مجلس عمل کے مطالبات دہرائے گئے،لیکن خواجہ ناظم الدین نے اُن پر کان نہ دھرا۔۲۴، ۲۵، ۲۶رفروری ۱۹۵۳ءکو مجلس عمل نے آرام باغ، کراچی میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی۔۲۴رفروری کے اجلاس کی صدارت مولانا ابوالحسنات قادریؒ نے کی۔سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، صاحبزادہ فیض الحسنؒ، سید مظفر علی شمسی، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے تقریر فرمائی۔اس اجلاس میں رہنماؤں نے عوام کو حکومتی رویے سمیت تمام حالات سے آگاہ کیا، نیز تمام مقررین نے مجلس عمل کے مطالبات کی منظوری کی اپیل کی۔۲۵رفروری ۱۹۵۳ءکو مجلس عمل کا فیصلہ کن اجلاس کراچی میں مولانا ابوالحسنات قادری کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں نامور دینی وسیاسی رہنماؤں نے شرکت کی۔

۲۶رفروری ۱۹۵۳ء کے اجلاس کا آغاز مولانا عبدالرحیم جوہر جہلمیؒ کی ولولہ انگیز نظم سے ہوا۔مولانا ابوالحسنات قادریؒ صدر مجلس عمل بھی نقاہت کے باوجود شریک ہوئے۔امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور سید مظفر علی شمسی نے تقاریر فرمائیں اور حکومت پر واضح کیا کہ وہ حکومت سے الجھنے کے لیے کراچی نہیں آئے، بلکہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے پوری قوم کے متفقہ مطالبات کی منظوری چاہتے ہیں۔

راست اقدام، گرفتاریاں اور بے گناہوں کا قتل عام:

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت حکومتی سرد مہری اور اُس کی مکمل جانبدارانہ پالیسی سے مایوس ہوکر راست اقدام (ڈائریکٹ ایکشن) کا فیصلہ کرچکی تھی۔سول نافرمانی کی تیاری مکمل تھی۔جب حکومت پنجاب کے نمائندے ۲۷رفروری ۱۹۵۳ءکو لاہور واپس پہنچے تو وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کی نگرانی میں انٹیلی جنس اور انتظامی اداروں کے حکام کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ

"احراریوں کے تمام سرگرم کارکن اور دوسرے افراد جو ڈائریکٹ ایکشن کی حمایت کے ذمہ دار ہیں، آج رات صوبہ بھر میں گرفتار کر لیے جائیں۔"

("رپورٹ تحقیقاتی عدالت"، ص ۱۴۷، ۱۴۸)

اِس طرح حکومت نے پُرامن احتجاج کو بزورِ قوت کچل دینے کے فیصلے پر عمل درآمد کا آغاز کر دیا۔ ۲۶، ۲۷/فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو دفترِ احرار، کراچی پر بھی چھاپہ مار کر مجلس عمل کے رہنماؤں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سیّد ابوالحسنات قادریؒ وغیرہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ حکومت کے اس جارحانہ اقدام کے خلاف کراچی کے مسلمانوں نے عام ہڑتال کر دی۔ جس پر بڑی تعداد میں گرفتاریاں عمل میں لائی جانے لگیں۔

اگرچہ پنجاب میں بھی حکومتِ پنجاب کے فیصلے کے مطابق گرفتاریاں جاری تھیں، مگر جونہی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے دیگر رہنماؤں کی کراچی میں گرفتاری کی خبر لاہور پہنچی تو لوگوں کے جذبات مشتعل ہو گئے۔ احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور ہڑتالوں کے ملک گیر سلسلہ کا آغاز ہو گیا۔

۲۸/فروری ۱۹۵۳ء کو دفتر احرار، لاہور کے باہر قائم رضا کاروں کے کیمپ پر پولیس نے چھاپہ مار کر تمام سامان ضبط کر لیا۔ ان حالات کے پیش نظر مجلس عمل کے مرکزی رہنماؤں مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، مولانا بہاء الحق قاسمیؒ، مولانا محمد طفیلؒ اور مولانا خلیل احمد قادریؒ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی اور اُسے کسی بھی مناسب اقدام کے کرنے کا اختیار سونپ دیا گیا۔ کمیٹی نے احرار پارک، دہلی دروازہ لاہور میں جلسۂ عام کا فیصلہ کیا اور یہ بھی طے پایا کہ مجلس عمل لاہور کی جانب سے گرفتاری پیش کرنے کے لیے پچیس رضا کاروں کا دستہ گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ کیا جائے۔ چنانچہ رضا کاروں کا ایک دستہ ایک لاکھ افراد کے جلوس کے ہمراہ دہلی دروازہ سے چیئرنگ کراس تک پہنچا۔ جہاں جلوس کو پولیس نے روک دیا۔ رضا کاروں کی بھرتی فراہم کرنے والے احرار رہنما سالار معراج الدینؒ کو اسی دوران حراست میں لے لیا گیا۔

یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے دفتر احرار لاہور کے سامنے ایک اجتماع سے خطاب فرمایا اور رضا کاروں کے ایک جتھے کے ہمراہ گورنمنٹ ہاؤس جانے کا فیصلہ کیا، مگر پولیس نے اِس جلوس کو ابتداء میں ہی روک کر انہیں بتیس رضا کاروں سمیت گرفتار کر لیا۔ ایک دوسرے جلوس کو ہائیکورٹ کے قریب روک کر اُنیس افراد کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ اُسی روز تیسرا جلوس مال روڈ پر برآمد ہوا۔ جہاں پر تیئیس افراد نے گرفتاری دی۔ چوتھا بڑا جلوس دفتر احرار سے گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہوا، لیکن اُسے چیئرنگ کراس پر روک دیا گیا، جہاں بڑی تعداد میں رضا کاروں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ جنھیں ٹرکوں میں سوار کر کے لاہور سے میلوں دُور لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ مجلس عمل کے رہنماؤں نے اپنی حکمتِ عملی کے تحت تحریک کا ہیڈ کوارٹر احرار پارک بیرون دہلی دروازہ، لاہور سے مسجد وزیر خان لاہور منتقل کر لیا۔

ملک کے دیگر حصوں میں بھی اگرچہ تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر تھی، لیکن لاہور تحریک کا مرکزی مقام ہونے کی وجہ سے منفرد حیثیت رکھتا تھا اور وہاں تحریک تشدد کے باوجود شدت اختیار کرتی جا رہی تھی، جس کی تاب نہ لا کر حکومتِ پنجاب اور پولیس افسران نے فوج کو طلب کرنے کی بابت فیصلے کیے۔ ۳/مارچ ۱۹۵۳ء کو فوج جناح گارڈن لاہور میں پہنچ گئی اور عملاً لاہور شہر کرفیو کی زد میں آ گیا۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود جلوس نکلتے رہے اور سینکڑوں رضا کاروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

۴/مارچ ۱۹۵۳ء کو دیگر شہروں سے بھی رضا کاروں کے ان گنت جتھے لاہور پہنچنے لگے، جنھیں ریلوے سٹیشن اور مختلف راستوں سے گرفتار کیا جانے لگا۔ اُسی روز رضا کاروں کا ایک پُرامن جلوس چوک دالگراں کے راستے ریلوے سٹیشن جانے کے لیے روانہ ہوا، لیکن چوک دالگراں میں ہی پولیس نے جلوس کا راستہ روک کر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ جلوس میں شریک ایک بوڑھے رضا کار کے گلے میں قرآن مجید لٹک رہا تھا۔ ڈی ایس پی فردوس شاہ نے اُس معمر شخص کو زدوکوب کیا تو قرآن مجید زمین پر گر گیا۔ جس پر فردوس شاہ نے (نعوذ باللہ) قرآن مجید کو پاؤں سے ٹھوکریں ماریں۔ قرآن مجید کی توہین کے اس واقعہ نے پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی۔ مختصر یہ کہ جب ڈی ایس پی فردوس شاہ طاقت کے نشے میں مسجد وزیر خان پہنچا تو عوام فردوس شاہ کو دیکھتے ہی مشتعل ہو گئے اور قرآن پاک کی توہین کے بدلے میں اُس کے جسم کے پرخچے اڑا دیے۔

لاہور میں کرفیو کے باوجود جلوس نکل رہے تھے۔ پولیس ختم نبوت زندہ باد کہنے کے جرم میں عاشقانِ رسول پر گولیاں اور ڈنڈے برسا رہی تھی۔ سارا دن گولیوں کی برسات رہی اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے سینوں پر گولیاں کھا کر ناموسِ رسالت کے لیے جانیں وارتے رہے۔

۵/مارچ ۱۹۵۳ء کو گوالمنڈی لاہور میں پولیس کے دو افسروں نے مسلسل فائرنگ کر کے بے حساب افراد کو شہید کر دیا۔ جس سے عوام کے جذبات مزید بھڑکے اور سول نافرمانی بغاوت میں بدلتی صاف دکھائی دینے لگی۔ پورے شہر میں شہدائے ختم نبوت کے پاک جسموں کے ڈھیر لگ چکے تھے، جنھیں ٹرکوں میں لاد کر چھانگا مانگا کے جنگل میں اجتماعی قبریں کھود کر ڈال دیا جاتا اور اُن کے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگا دی جاتی تھی، تاکہ شہیدانِ عشقِ رسالت کا نام و نشان مٹ جائے۔

لاہور عملاً انتظامیہ کی گرفت سے نکل چکا تھا۔ لوگ مشتعل تھے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں اگر اُمتِ رسولؐ کے مسلّمہ عقائد کا احترام کرتے ہوئے، اُس کے متفقہ مطالبات کو تسلیم کر کے رائے عامہ کا پاس کیا جاتا تو حالات کو بآسانی قابو میں کیا جا سکتا تھا، لیکن سکندر مرزا (ڈیفنس سیکرٹری) کا فرعونی حکم یہ تھا کہ "مجھے یہ نہ بتاؤ کہ فلاں جگہ ہنگامہ فرو ہو گیا، یا فلاں جگہ مظاہرہ ختم کر دیا گیا، بلکہ مجھے یہ بتاؤ کہ وہاں کتنی لاشیں بچھائی گئی ہیں، کوئی گولی بیکار تو نہیں گئی۔" غرض ایسے ہی بدبختوں کے اشارے پر شہیدانِ عشقِ محمدؐ کے

لاشوں کے انبار لگ رہے تھے اور ہزاروں کارکنوں کو رہنماؤں سمیت جیلوں میں وحشیانہ تشدد سے دوچار کیا جارہا تھا۔ پُرامن تحریک کو پُرتشدد تحریک کی راہ دکھائی جارہی تھی۔

مارشل لاء کا نفاذ:

ظلم کی انتہا یہ ہوئی کہ ۶ / مارچ کو جلادِ اعظم : جنرل اعظم خان نے لاہور میں مارشل لاء نافذ کردیا۔ مسجد وزیر خان تحریک کا مرکز تھی۔ جہاں مارشل لاء کے ہوتے ہوئے بھی تحریک زندہ تھی۔ مارشل لاء کے دو دِن بعد فوج نے مسجد کا محاصرہ کرلیا، مسجد کی بجلی کاٹ دی گئی اور پانی کی فراہمی بند کردی گئی تو مسجد میں محصور مجلس عمل کے رہنماؤں اور رضا کاروں نے جب یہ محسوس کیا کہ پولیس اور فوج اُن کی جانیں لیے بغیر نہیں ٹلیں گی تو انھوں نے خون خرابہ سے بچنے کے لیے یہ فیصلہ کہ پانچ، پانچ رضا کار مسجد سے باہر جاکر گرفتاری دے دیں۔ اس طرح تمام رضا کاروں نے پُرامن انداز میں گرفتاری دے دی۔ بعدازاں مجلس عمل کے رہنما مولانا خلیل احمد قادریؒ، مولانا بہاء الحق قاسمیؒ اور مولانا عبدالستار نیازیؒ بھی گرفتار کرلیے گئے۔

فوج اور پولیس کے ظلم وتشدد کا اندازہ کیجیے کہ اُن کے ہاتھوں تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران دس ہزار سے زائد فرزندانِ اسلام، جنابِ محمد کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کی حفاظت کے جرم میں خاک وخون میں نہلا دیے گئے اور ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو جیلوں میں ٹھونس کر پولیس کے درندوں کے آگے ڈال دیا گیا۔

منیر اِنکوائری کمیشن کا قیام:

تحریک کے خاتمے پر حکومت نے تحقیقات کے لیے ایک عدالتی انکوائری کمیشن قائم کیا۔ جس کے صدر جسٹس محمد منیر اور رُکن جسٹس محمد رستم کیانی تھے۔ مجلس احرار اسلام کی طرف سے مولانا مظہر علی اظہر بحیثیتِ وکیل انکوائری کمیشن کے سامنے پیش ہوئے اور مولانا محمد علی جالندھری نے (بحیثیت جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پنجاب) کمیشن کو مجلس احرار اسلام کا تحریری مؤقف جمع کرایا۔ (مولانا اللہ وسایا، ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء''، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، ۱۹۹۱ء، ص ۲۶۷)

تحریک کے نتائج:

اگرچہ تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کو رَیاستی جبر وقوت کے بل بوتے پر کچل دیا گیا اور قادیانیوں کو مکمل تحفظ کے ساتھ کلیدی آسامیوں پر برقرار رکھ کر قوم وملک کے مستقبل کو داؤ پر لگا دیا گیا، لیکن آنے والے عہد نے شہدائے ختم نبوت کی صداقت، بے غرضی، اخلاص اور جرأتِ بے پناہ کو سلام پیش کیا۔ اُن کا خونِ بے گناہی رنگ لایا اور جن تین مطالبات کی منظوری کے لیے انھوں نے اپنی ناتواں جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک ایک کرکے وہ تینوں مطالبات کافی حد تک پورے ہوگئے۔ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہاتھ دھونا پڑے اور پھر ساری زندگی وہ اقتدار کو ترستا رہا۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہوگئے۔ اگرچہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی مکمل برطرفی عمل میں نہیں آئی، لیکن یہ شہدائے ختم نبوت کے مقدس خون کا ہی صدقہ ہے کہ اب قادیانیوں کی سرکاری محکموں میں وہ حیثیت باقی نہیں رہی ہے جو انھیں قیامِ پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک کے دورانیے میں حاصل رہی تھی۔ مجلس احرار اسلام کو مٹانے کے لیے حکومت اور قادیانی یکجان ہوگئے تھے، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے مجلس احرار اسلام اب بھی پوری تندہی سے سرگرم عمل ہے اور قادیانیت کی سرکوبی کے لیے پاک وہند کے علاوہ یورپ میں بھی تحفظ ختم نبوت کا مقدس فریضہ انجام دے رہی ہے۔

مجلس احرار اسلام ۱۹۵۳ء تا حال

سید محمد کفیل بخاری

۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام نے دیگر جماعتوں پر مشتمل آل پارٹیز مجلس عمل کے تعاون سے تحریک ختم نبوت چلائی جو ریاستی تشدد کی وجہ سے اگرچہ بظاہر ناکام رہی، لیکن حضرت امیر شریعتؒ اور ان کے رفقاء نے قادیانیت کے خلاف نفرت اور تحفظ ختم نبوت سے محبت کے جو بیج مسلمانوں کے دلوں میں بوئے تھے۔ اُن کے برگ و بار ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کی صورت میں ظاہر ہو کر رہے۔

اِسی سال (۱۹۵۳ء میں) تحریک ختم نبوت کی پاداش میں حکومت پاکستان نے مجلس احرار اسلام پر پابندی عائد کر دی۔

۵/فروری ۱۹۵۴ء کو حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ (صدر مجلس احرار اسلام) ہائیکورٹ کے حکم پر رہا کر دیے گئے۔

۱۹۵۵ء میں قادیانیوں نے وادیٔ سُون سکیسر، ضلع خوشاب کے موضع ''جابہ'' میں وسیع قطعہ اراضی خرید کر اُس کا نام ''النخلہ'' رکھا۔ اِس کی اطلاع تلہ گنگ کے احرار رہنما جناب رفیق غلام ربانی نے حضرت امیر شریعتؒ کو خط لکھ کر پہنچائی۔ جس کے نتیجہ میں احرار رہنماؤں کا ایک وفد حالات کا جائزہ لینے کے وہاں پہنچا۔ وہاں ختم نبوت کانفرنس منعقد کی اور کانفرنس کے دوران ہی وہاں کے ایک بڑے قادیانی زمیندار نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ احرار رہنماؤں کی مسلسل محنت سے ۱۹۷۵ء تک ہر سال وہاں احرار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی رہی۔ جس میں تمام احرار رہنما شرکت فرماتے تھے۔ قادیانیوں کو اَپنا یہ ہیڈ کوارٹر چھوڑنا پڑا، اور وہ تمام مملوکہ زمین کوڑیوں کے بھاؤ فروخت کر کے فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

۱۹۵۸ء میں مجلس احرار اسلام سے پابندی اٹھنے کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ حسام الدینؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے مل کر اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی تنظیم نَو کی اور جماعت کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کو مزید مضبوط اور منظّم کیا۔ پاکستان کے تمام شہروں میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے جماعت کے دفاتر کا افتتاح کیا، پرچم کشائی کی گئی اور جلوس نکالے گئے۔ ۵/ستمبر ۱۹۵۸ء بروز جمعہ ملتان میں حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے چوک گھنٹہ گھر میں مجلس احرار اسلام کے دفتر کا افتتاح کیا، حضرت امیر شریعتؒ نے سرخ قمیص پہن کر احرار کا جھنڈا اپنے ہاتھوں سے لہرایا۔ ہزاروں باوردی احرار رضا کاروں نے

حضرت امیر شریعت کو سلامی دی، جلوس نکالا۔

حضرت امیر شریعتؒ نے کارکنانِ احرار سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ:

''مسلمانو! پرچمِ ختم نبوت گرنے نہ پائے......احرار رضا کارو! اِس تحریک کی روح کو زندہ رکھنا۔عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے۔ اِس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔میری دعائیں مجلس احرار اسلام کے ساتھ ہیں۔

احرار کے سرخ پوش جوانو! تمھیں دیکھ کر میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں۔تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے میری رگوں میں اب بھی جوانی کا لہو دوڑ رہا ہے۔ میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں، مرزائی کامیاب نہیں ہو سکتے اور جب تک احرار باقی ہیں، قادیان کی نبوتِ کاذبہ کا دجل نہیں چلنے دیں گے۔مسلمانو! متحد ہو کر اَحرار کی اِس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی اجتماعی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو۔''

۲۱ر اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ انتقال فرما گئے۔آپ کے سانحۂ ارتحال سے جماعت کو بہت دھچکا لگا، لیکن وفادار وخوددار ایثار پیشہ قائدین وکارکنانِ احرار نے حضرت امیر شریعتؒ کی وصیت کے مطابق احرار کو قائم اور زندہ رکھنے کا عزم کیا۔آپ کی وفات کے فوراً بعد تمام زعمائے احرار، علماءِ عصر، مخلص رفقاء اور کارکنانِ احرار نے حضرت امیر شریعتؒ کے فرزند گرامی حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تاجِ جانشینی سجایا اور عبائے امارت آپ کے زیب تن کی۔

۱۹۶۲ء میں حضرت جانشین امیر شریعتؒ نے پورے پاکستان کا تنظیمی دورہ کیا اور مجلس احرار اسلام کو پھر سے منظّم کیا۔مخالفت، مصائب اور قید وبند کو لبیک کہا مگر جماعت کو زندہ رکھا۔ اَحرار کے جیالے ساتھی عزمِ نو کے ساتھ جانشین امیر شریعت کی قیادت میں پرچم لے کر میدان میں نکلے۔

۱۹۶۹ء میں مرزائیوں نے کمیونسٹوں سے اتحاد کر کے ملک کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مجلس احرار اسلام نے ملک بھر میں پچاس سے زیادہ ''شہداءِ ختم نبوت، احرار کانفرنسیں'' منعقد کیں اور مرزائی کمیونسٹ اتحاد کے خلاف زبردست صدائے احتجاج بلند کی۔استعماری گماشتوں اور قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کیا۔

۱۹۶۹ء میں قصبہ پچنند، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے قادیانیوں کی بے لگامی کا بروقت نوٹس لیا اور عوامی شعور کی بیداری کے لیے ضلع اٹک، ضلع میانوالی اور ضلع جہلم میں ستائیس ''احرار ختم نبوت کانفرنسوں'' کا اہتمام کیا گیا۔جن سے ابن امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ سمیت دیگر احرار رہنماؤں نے مسلسل خطاب فرمایا۔آخری روز پچنند میں عظیم الشان ''احرار ختم نبوت'' کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔جس سے مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ نے قاتلانہ حملہ کے باوجود تاریخی خطاب فرمایا۔

۱۹۷۰ء میں بھی کاروانِ احرار، رواں دواں رہا اور مسلسل شہدائے ختم نبوت احرار کانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا۔جلوس نکالے گئے اور مرزائیوں کے خلاف تحریک تحفظ ختم نبوت کو مضبوط، فعال اور منظّم کیا گیا۔

۱۹۷۰ء میں جنرل یحییٰ خان کے عہدِ صدارت میں مجاہدِ ختم نبوت محمد اسلم قریشی نے یحییٰ خان کے اقتصادی مشیر ایم ایم احمد مرزائی کو اُس وقت خنجر مارا، جب وہ قائم مقام صدر کی حیثیت سے ایوان صدر میں داخل ہونے والا تھا۔اسلم قریشی گرفتار ہو گئے۔مجلس احرار اسلام نے ملک بھر میں انھیں باعزت بری کرنے کا مطالبہ کیا، جلسے کیے، اشتہارات اور پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کیے۔

۱۹۷۱ء میں ضلع ساہیوال کی باجوہ فیملی کے ایک مرزائی نے غلام رسول نامی مسلمان نوجوان کو نہایت بے دردی سے قتل کر دیا۔ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے تمام مکاتب فکر کے علماء اور نوجوانوں کو جمع کیا۔مجلس احرارِ اسلام کی رہنمائی اور اہل چیچہ وطنی کے بھرپور تعاون سے زبردست احتجاج کیا۔تحریک طلباء اسلام اور دوسری طلبہ تنظیموں کو ساتھ ملایا گیا اور متحدہ قوت کے ساتھ بھرپور وار کیا گیا۔مرزائیوں کے سوشل بائیکاٹ کا منظّم پروگرام طے ہوا۔پھر یہ احتجاج پاکستان بھر کی آواز بن گیا۔رشید مرتضیٰ، مرزائی نواز پولیس انسپکٹر نے عوام پر تشدد کیا۔تین مسلمان شہید ہو گئے۔حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور مجلس احرار اسلام کے بہادر کارکن پہلوان عبدالرحمٰن اور شیخ محمد صدیق کو گرفتار کر کے ساہیوال جیل بھیج دیا گیا۔یحییٰ خان کی مارشل لاء ٹیم نے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور دونوں احرار جانبازوں کو آٹھ آٹھ کوڑے، پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ اور نو ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی، عوام کے شدید احتجاج پر کوڑوں کی سزا ختم کر دی گئی اور سزائے قید بحال رہی۔

۱۹۷۲ء میں ختم نبوت کے عنوان پر خطاب کرنے اور مرزا قادیانی کی بدکرداری کو بے نقاب کرنے کی پاداش میں ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔پنجاب اسمبلی کے ارکان جناب خورشید انور، علامہ رحمت اللہ ارشد، جناب تابش الوری، جناب حاجی سیف اللہ کے اسمبلی میں احتجاج پر انھیں رہا کر دیا گیا۔

۲۹ر اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے سب سے پہلے مرزائیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا، تو مجلس احرار اسلام نے پورے ملک سے حکومت آزاد کشمیر کو مبارکباد کے لاکھوں تار بھجوائے۔مجلس احرارِ اسلام کا ایک وفد مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی قیادت میں فوراً کشمیر پہنچا، مجلس احرار اسلام، آزاد کشمیر کے زیرِ اہتمام مظفر آباد اور دیگر

شہروں میں جلسے کیے، ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کیے۔ سڑکوں پر بینر آویزاں کیے، اشتہارت چسپاں کیے اور حکومت آزاد کشمیر کو اِس کارنامہ پر زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

۶رمئی ۱۹۷۳ء کو مجلس احرار اسلام نے قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں آزاد کشمیر اسمبلی کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا۔ پنجاب پولیس نے حکومت کی ہدایت پر فوراً دفعہ ۱۴۴، نافذ کردی، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جلسہ گاہ پہنچ چکے تھے، پولیس نے زبردست لاٹھی چارج کیا۔ احرار کارکن شدید مجروح ہوئے۔ لاہور میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا، لیکن وہاں بھی پابندی عائد کردی گئی، مجلس احرار اسلام نے اپنے بھرپور وسائل کا استعمال کر کے جہاں ممکن ہوا، جلسہ کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ آزاد کشمیر اسمبلی کے فیصلے کی تقلید کرے۔ جلسے جلوس، اشتہارات، پمفلٹ بینر، غرض یہ کہ تمام وسائل استعمال کر کے تحریک ختم نبوت کے لیے فضاء کو سازگار بنایا۔ اس دوران احرار رہنماؤں پر درجنوں مقدمات قائم کیے گئے۔ انھیں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔

۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) ریلوے سٹیشن پر چناب ایکسپریس میں سوار نشتر میڈیکل کالج، ملتان کے طلباء پر مسلح مرزائی غنڈوں نے حملہ کر دیا۔ ختم نبوت، زندہ باد کا نعرہ بلند کرنے پر مسلمان طلباء کو شدید زخمی کر دیا۔ اِسی واقعہ سے تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا، اور تحریک اپنے تیسرے مرحلہ میں داخل ہوگئی۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اُور اُن کی جماعت مجلس احرار اسلام کی مسلسل محنت و کاوش، ایثار و قربانی اور طویل جدوجہد نے رنگ باندھا۔ مجلس احرار اسلام نے کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ قائد احرار جانشین امیر شریعتؒ حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور محدثِ عصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادتِ میں تحریک ختم نبوت میں بھرپور اور قائدانہ کردار اَدا کیا۔ جانشین امیرِ شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ اور تحریک طلباءِ اسلام کے سابق صدر محمد عباس نجمی، شاہد کاشمیری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد ارشد بخاری، حافظ محمد یوسف سیالؒ اور دیگر جانبازانِ احرار اور کارکنانِ تحریک طلباءِ اسلام نے بے مثال قربانیاں دیں۔ احرار رہنماؤں نے مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر تمام جماعتوں کے ساتھ مل کر بھرپور جدوجہد کی۔

مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں پر پچاس سے زائد مقدمات قائم کیے گئے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ گرفتار کر لیے گئے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے گجرات جیل میں تین ماہ قید کاٹی، جو اِس تحریک کی سب سے طویل قید تھی۔ احرار رہنما حافظ محمد اکبر پر تیئیس مقدمات قائم کیے گئے۔ چنیوٹ میں تحریک طلباءِ اسلام کے کارکن عبدالرشید ایک مرزائی کی گولی کا نشانہ بنے اور شہید ہوگئے۔ بالآخر قربانیاں رنگ لائیں اور اُمت مسلمہ نے مطالبات منوانے کا حتمی فیصلہ کرلیا۔

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں تحریک کا فیصلہ کن جلسہ ہوا۔ قائد تحریک حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں ملک کی ساری دینی قیادت جمع تھی۔ اعلان ہوا کہ اب حکومت فوری فیصلہ کردے ورنہ تحریک اور شدت اختیار کرے گی۔

۷رستمبر ۱۹۷۴ء کا دن دینی و ملی غیرت کا دن ثابت ہوا۔ عوامی مطالبہ کی طاقت و شدت اور وَلولہ و عزم کے سامنے بھٹو حکومت اور بھٹو عہد کی قومی اسمبلی دونوں جھک گئے۔ قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کر کے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ مرزائیوں کی سیاسی طاقت زوال آشنا ہوگئی۔ مجلس احرار اسلام نے پورے پاکستان میں جشنِ مسرت منایا۔

ربوہ (چناب نگر) میں احرار کا داخلہ:

۲رجون ۱۹۷۵ء کو جوانانِ احرار کا قافلۂ سخت جاں تاریخ میں پہلی مرتبہ ربوہ (چناب نگر) میں داخل ہوا۔ محلّہ چھنی میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مولانا ارشاد احمد خان، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ اور مولانا محمد اسحاق سلیمیؒ نے خطاب کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت اور حیاتِ مسیح علیہ السلام پر سیر حاصل خطابات ہوئے۔

۲۸رجولائی ۱۹۷۵ء کو ڈگری کالج ربوہ (چناب نگر) کی جنوبی دیوار کے متصل حدودِ ربوہ میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی ربوہ (چناب نگر) میں پہلی مسجد کے لیے دو کنال زمین خریدی۔ یہ مجلس احرار اسلام کی زبردست تاریخی فتح تھی۔ ۱۹۳۴ء میں قادیان میں مجلس احرار اسلام کے فاتحانہ داخلہ کے تاریخی اقدام کے بعد یہ احرار کی دوسری بڑی کامیابی تھی۔

۲۷رفروری ۱۹۷۶ء کا مبارک جمعہ ''مسجد احرار''، ربوہ (چناب نگر) کے سنگ بنیاد کے لیے مقرر کیا گیا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قائد احرار حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ علی الصبح ساڑھے چار بجے ربوہ (چناب نگر) کی حدود میں داخل ہوئے۔ اور ربوہ (چناب نگر) کی تاریخ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جامع مسجد کا سنگِ بنیاد اَپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ سات ضلعوں کی پولیس اِن تاریخی لمحات کو ناکام بنانے کے لیے حرکت میں تھی۔ پولیس نے ہر طرف سے ناکہ بندی کر لی تھی۔ یہ ربوہ

(چناب نگر) کی تاریخ کا پہلا دن تھا، جب ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہر طرف سے ربوہ (چناب نگر) پر یلغار کیے ہوئے تھے۔ جوق در جوق احرار قافلے پہنچ رہے تھے،لیکن پولیس انھیں روک رہی تھی۔ چنیوٹ کے پُل چناب پر پولیس نے ناکہ بندی کی۔بسیں، کاریں،ٹرک سب روک دیے گئے تھے، جو لوگ صبح پچھے،سات بجے تک پیدل چل کر نکل گئے، وہ مسجد احرار پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ پچاس ہزار کے قریب مسلمان ربوہ (چناب نگر) کے اندر داخل نہ ہوسکے۔تمام پابندیوں کے باوجود مسجد احرار تک پہنچ جانے والوں کی تعداد تین ہزار تھی۔

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سیّد ابوذر بخاری نے اجتماعِ جمعہ سے خطاب فرمایا اور نمازِ جمعہ سے قبل ہی گرفتار کر لیے گئے۔اُن کی گرفتاری کے دوران حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی (ایم این اے) تشریف لے آئے اور اُن کے خطاب کے دوران حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری دو اَحرار مجاہدوں کے ہمراہ پولیس کی ناکہ بندیاں توڑ کر، ایک خفیہ راستے سے مسجد احرار پہنچ گئے۔حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ وہاں پر پہلے سے ہی موجود تھے۔حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے خطاب فرمایا اور ربوہ (چناب نگر) کی تاریخ میں یہ مسلمانوں کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا اِجتماع تھا، اور یہ پہلا تاریخی جمعہ پڑھانے کی اوّلین سعادت بھی ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے حصہ میں آئی، جمعہ کے بعد آپ کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔

پولیس نے نماز جمعہ کے لیے آنے والے احرار کارکنوں پر زبردست تشدد کیا۔ پاکستان کے تمام قومی اخبارات نے اِس اہم تاریخی واقعہ کو جلی سرخیوں سے شائع کیا، جو لوگ مسجد تک نہ پہنچ سکے،انھوں نے دریائے چناب کے خشک حصوں پر بیس سے زائد مقامات پر نمازِ جمعہ ادا کی۔

۸رستمبر ۱۹۷۶ء کو ڈیرہ غازی خان میں اپنی نوعیت کا منفرد تاریخی مقدمہ دائر کیا گیا کہ مرزائی چونکہ پاکستان کے آئین کی رُو سے بھی کافر قرار دیے جاچکے ہیں۔اس لیے یہ شعائرِ اسلامیہ نہیں اپنا سکتے۔فاضل سول جج سید سلطان احمد شاہ صاحب نے ۱۹ صفحات پر مشتمل ٹھوس فیصلہ کیا اور حکم امتناعی جاری کر دیا۔مرزائیوں نے ڈسٹرکٹ جج ڈی جی خان کے پاس اپیل کی جو خارج کر دی گئی۔اس کیس میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ، جناب سید امیر علی شاہ صاحبؒ اور مجلس احرار اسلام ڈیرہ غازی خان کے کارکنوں نے زبردست جدوجہد کی۔

۱۹۷۶ء میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ربوہ (چناب نگر) میں یکہ وتنہا قیام کیا۔مسجد احرار میں پانچ وقت با جماعت نمازوں اور نماز جمعہ وخطبہ کا اہتمام کیا۔مسجد احرار کی ابتدائی تعمیر خود اَپنے ہاتھوں سے کی۔ اینٹیں خود اُٹھائیں، گارا اُٹھایا۔مضافاتی بستیوں میں پیدل سفر کیے۔نہایت صبر آزما حالات میں انتھک محنت کی۔ایک ایک مسلمان کے دروازے پر دستک دی۔انھیں دین کی دعوت دی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرنے پر آمادہ کیا۔

۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۸ء ابن امیر شریعتؒ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ دو سال مسلسل مسجد احرار ربوہ (چناب نگر) میں نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔چنیوٹ کے غیور اَحرار ساتھی آٹھ میل دُور سے وہاں جمعہ پڑھنے آتے۔آہستہ آہستہ علاقے کے مسلمانوں کو بھی ہمت ہوئی اور وہ جامع مسجد احرار میں جوق در جوق آنا شروع ہوگئے۔اس سے پہلے مرزائی زمیندار اَور وڈیرے مسلمانوں پر ظلم کرتے تھے۔اور انھیں عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار بھی نہیں کرنے دیتے تھے۔الحمدللہ احرار کی محنت ثمر آور ہوئی، مسجد احرار آباد ہوگئی اور مبلغینِ احرار کی دعوت سے وہاں درجنوں مرزائیوں نے اسلام قبول کرلیا۔

۱۹۷۹ء میں ماہ ربیع الاوّل کے سلسلہ میں ایک وسیع پروگرام پر عمل کیا گیا۔قادیانی ۱۲ربیع الاول کے موقع پر سیرت النبی کے نام پر جلسہ بھی کرتے اور جلوس بھی نکالتے احرار نے اس دھوکہ دہی کو طشت از بام کیا اور قادیانیوں کے جلسے،جلوس بند ہوگئے۔ہم نے اس جلوس پر ختم نبوت کی غیرت کی چھاپ لگا دی۔جلوس نکالا، جو جامع مسجد احرار سے برآمد ہوا،اور ربوہ (چناب نگر) کے بازار سے گزر کر،مسجد بخاری (سرگودھا روڈ) تک لانگ مارچ کرتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔جنوب سے شمال تک ربوہ (چناب نگر) میں منکرین ختم نبوت کی نخوت وغرور اَور اجارہ داری کو روند دیا گیا۔اب یہ جلوس ہر سال ۱۲ربیع الاوّل کو باقاعدگی سے نکلتا ہے اور پاکستان بھر سے شمع ختم نبوت کے پروانے بڑی جرأت وجذبہ کے ساتھ اِس میں شریک ہوتے ہیں۔قادیانیوں کے اہم مقامات اقصیٰ چوک اور ایوان محمود کے سامنے رہنمایانِ احرار کی تقریریں ہوتی ہیں۔قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی جاتی ہے،احرار رہنما ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے علاوہ دیگر موضوعات پر خطاب بھی فرماتے ہیں۔

۱۹۸۲ء میں قادیانیوں کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد نے چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) کے نواح میں آکر کفر واِرتداد پھیلانے کی کوشش کی تو مجلس احرارِ اسلام کے نوجوانوں اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کی قیادت میں اہل چیچہ وطنی نے مرزا طاہر کو ضلع ساہیوال میں داخل نہ ہونے دیا۔

۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۴ء تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے حق میں مجلس عمل کے مشترکہ پلیٹ فارم پر امن جدوجہد جاری رہی۔

۲۶راپریل ۱۹۸۴ء کو کُل جماعتی مجلسِ عمل تحریکِ تحفظ ختم نبوت کے مطالبات تسلیم ہوئے اور حکومت نے ''امتناعِ قادیانیت آرڈیننس'' نافذ کیا۔اس موقع پر مجلس احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت نے پورے ملک میں یومِ تشکر منایا۔ ربوہ (چناب نگر) میں مسلمانوں کی پہلی مرکزی مسجد احرار میں جلسۂ تشکر منعقد کیا گیا

۱۹۸۴ء میں مجلس احرارِ اسلام نے سیشن جج مسٹر احسان بھلی (جھنگ) کی عدالت میں قادیانیوں کی تفسیر اور دیگر لٹریچر کی ضبطی کے لیے رٹ دائر کی۔ سیشن جج نے اپنے فیصلہ میں اس لٹریچر کے ضبط کرنے کے لیے قانون بنانے کی سفارش کی۔

۱۶؍اگست ۱۹۸۴ء کو وفاقی شرعی عدالت نے ایک تاریخی فیصلہ دیا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، دھوکے باز، بے ایمان اور کافر تھا۔'' اس مقدمہ کی سماعت میں مجلس احرار کے کارکن باقاعدہ عدالت جاتے رہے اور مجلس عمل سے بھرپور تعاون کیا۔

۲۶؍اکتوبر ۱۹۸۴ء کو مجلس احرارِ اسلام ضلع ساہیوال کے صدر حضرت قاری بشیر احمد حبیب (مدرس جامعہ رشیدیہ) پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ساہیوال کے طالب علم جناب اظہر رفیق کو مرزائی غنڈوں نے شہید کر دیا۔ ملتان میں کیس کی سماعت کے دوران مجلس احرار نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق جامعہ رشیدیہ اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سے بھرپور مالی تعاون کیا۔ مجلس احرارِ اسلام کے روح رواں جناب عبداللطیف خالد چیمہ اس کیس کے مدعی تھے۔

۱۹۸۴ء میں مجلس احرارِ اسلام نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کو مؤثر بنانے کے سلسلہ میں مسلمانوں کے مطالبات پر مشتمل ایک اشتہار کثیر تعداد میں شائع کیا اور اُسے عوام و حکام تک پہنچایا جس کا عنوان تھا:

''حکومت امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ میں تضاد ختم کرے۔'' مرزا طاہر کی نیندیں حرام ہوئیں اور وہ پاکستان سے لندن فرار ہو گیا۔

۱۹۸۴ء میں احمد پور شرقیہ، (ضلع بہاولپور) بار ایسوسی ایشن میں جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ اور جناب حافظ محمد یوسف سیالؒ ایڈووکیٹ کی کوششوں سے بعض مرزائی وکلاء کی رکنیت منسوخ ہوئی۔

۱۹۸۵ء میں ربوہ (چناب نگر) میں مجلس احرارِ اسلام نے مرزائیوں کے مختلف جرائد و رسائل کے خلاف مقدمات درج کرائے۔ ماہنامہ ''انصار اللہ'' کی انتظامیہ کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کے الزام میں مقدمہ درج ہوا۔ ''الفضل''، ''خالد''، ''مصباح'' اور ''تحریک جدید''، کے مختلف پرچے ضبط کرائے۔

۱۹۸۵ء میں مجلس احرارِ اسلام کے رہنما ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مرزائیت کے محاسبہ کے سلسلہ میں برطانیہ روانہ ہوئے۔ انھوں نے ایک ماہ وہاں قیام کیا۔ مختلف شہروں کی مساجد اور کمیونٹی سنٹرز میں مجموعی طور پر ۱۹، اجتماع منعقد کیے۔ عقیدۂ ختم نبوت، حیاتِ مسیح علیہ السلام اور مرزائیت کے موضوعات پر خطاب کیا۔ برطانیہ میں مجلس احرارِ اسلام اور شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ بہت سے پڑھے لکھے احباب جماعت میں شامل ہوئے۔

۱۳؍فروری ۱۹۸۶ء کو خصوصی فوجی عدالت ملتان نے شہدائے ختم نبوت ساہیوال کیس کا فیصلہ سنا دیا۔ دو ملزموں کو سزائے موت دس دس ہزار روپے جرمانہ اور دیگر چار ملزموں کو پچیس پچیس سال قید اور پانچ پانچ ہزار جرمانہ کی سزا سنا دی گئی۔ تین ملزم بری کر دیے گئے۔ دو ملزم فیصلہ سے پہلے ہی بیرون ملک فرار ہو گئے تھے۔

فروری ۱۹۸۶ء میں ڈیرہ غازی خان (پنجاب) کے علاقے شیر گڑھ میں ایک مرزائی امیر خان قیصرانی کو مسجد سے ملحقہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا تو اِس پر ملک بھر میں احتجاج کیا گیا۔

۲۲؍فروری ۱۹۸۶ء کو مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں نے قادیانیوں کو ''یومِ مصلح موعود'' منانے کی اجازت دینے پر دوسری جماعتوں کے شانہ بشانہ احتجاج میں حصہ لیا اور قادیانیوں کے اِن اجتماعات پر پابندی عائد کرائی۔

یکم مارچ ۱۹۸۶ء کو ملتان میں مجلس احرارِ اسلام کے رہنما حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ شیر گڑھ (ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب) میں مسلمانوں کے قبرستان سے مرزائی لاش نکالنے کی تحریک میں بزرگ عالم دین مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہٗ پر پولیس تشدد کی مذمت کی اور وفاقی و صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ مسجد کے احاطہ میں مرزائی کی دفن شدہ لاش کو ایک ہفتہ کے اندر کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے۔

۳؍مارچ ۱۹۸۶ء کو چوک گھنٹہ گھر، ملتان میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ڈیرہ غازی خان میں علماء اور مسلمان عوام پر روایتی پولیس تشدد کے خلاف ایک احتجاجی جلسۂ عام مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، علامہ خالد محمود، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ (لال مسجد، اسلام آباد) اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے خطاب کیا۔

۱۵؍ستمبر ۱۹۸۷ء کو مجلس احرارِ اسلام برطانیہ کے صدر جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی دعوت پر مجلس احرارِ اسلام کے ناظمِ اعلیٰ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور جناب سید محمد معاویہ بخاری برطانیہ روانہ ہوئے۔ جہاں انھوں نے ''احرار ختم نبوت مشن یو۔ کے'' کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ اور عالم اسلام کے خلاف مرزائی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ احرار رہنماؤں نے ۱۶؍ستمبر کو اسلامک سنٹر لندن، ۱۸؍ستمبر کو شیفلڈ میں اجتماع جمعہ

اور ۲۰ رستمبر کو ویمبلے ہال لندن میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ پورے برطانیہ میں جماعت کے کام کو پھیلایا اور ساتھیوں کو منظم کیا۔

کیمبرج یونیورسٹی میں قادیانی جلسہ کی ناکامی:

۶ رنومبر ۱۹۸۷ء کو کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ کے طلباء کا ایک وفد ''احمد صالح'' نامی عرب طالب علم کی قیادت میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے آیا۔ جس میں پاکستان، سوڈان، یمن، مصر، اردن اور شام کے طلباء شامل تھے۔ انھوں نے بتایا کہ کیمبرج یونیورسٹی ہال میں تعارفِ مذاہب کے عنوان پر قادیانیوں نے ایک اجتماع آج شام کو منعقد کرنا ہے۔ آپ اس میں تشریف لائیں اور اِس اجتماع کو ناکام بنائیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے وفد کے ساتھ اس اجتماع میں شریک ہوئے اور اِجتماع کی کارروائی کے دوران بلند آواز سے حجازی لحن میں آیت خاتم النبیین تلاوت کر کے قادیانی اجتماع ناکام بنا دیا۔ قادیانی جلسہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

۱۸ راکتوبر ۱۹۸۷ء کو مجلس احرارِ اسلام کے رہنما جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ کی کوششوں سے احمد پور شرقیہ (ضلع بہاول پور) کے مرزائی وکیل مشتاق ارشد کو مرزائیت کی تبلیغ کے جرم میں اسسٹنٹ کمشنر محمود الحسن ضیاء نے تین سال قید بامشقت سزا سنائی۔ یاد رہے کہ اپریل ۱۹۸۳ء میں جناب سید محمد ارشد بخاری نے مذکورہ مرزائی پر یہ مقدمہ درج کرایا تھا اور پھر اُس کی بار کی رکنیت بھی منسوخ کرا دی تھی۔

۸ راپریل ۱۹۸۸ء کو جب قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد لندن سے گلاسگو میں قادیانیوں کے مرکز کے افتتاح کے لیے آیا تو مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے زبردست مظاہرہ کیا۔ جس کے نتیجے میں مرزا طاہر کو اپنے مرکز کے افتتاح میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

۵ ردسمبر ۱۹۸۹ء کو مجلس احرار اسلام کا ایک وفد حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی قیادت میں لندن پہنچا۔ ہڈرس فیلڈ، گلاسگو، ایڈنبرا، ڈان کاسٹر، لندن، مانچسٹر اور ڈیوزبری کے علاوہ دیگر شہروں میں احرار ختم نبوت کانفرنسوں، خطباتِ جمعہ اور دیگر اجتماعات سے قائدینِ احرار نے خطاب فرمایا اور قادیانیت کے خلاف عوامی اذہان کو بیدار کیا۔

۱۱ رجون ۱۹۹۰ء کو مجلس احرارِ اسلام کے شدید احتجاج پر قادیانی روزنامہ ''الفضل'' ربوہ (چناب نگر) کی اشاعت پر ۲ ماہ کے لیے پابندی عائد کر دی گئی۔

نومبر ۱۹۹۰ء کو ربوہ (چناب نگر) میں قادیانیوں کے ۹، ۱۰، ۱۱ رنومبر کو ہونے والے تین روزہ سالانہ اجتماع پر پابندی عائد کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے حکام بالا سے مذاکرات کیے۔ انھیں باور کرایا کہ قانون کے تحت قادیانی اپنا تبلیغی جلسہ کھلے عام نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس اجتماع کا اجازت نامہ منسوخ کر کے پابندی لگا دی گئی۔

یکم نومبر ۱۹۹۶ء کو ربوہ (چناب نگر) کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دینے اور حکومت کی قادیانیت نواز پالیسیوں کے خلاف مجلس احرارِ اسلام نے ملک بھر میں یوم احتجاج منایا۔

دسمبر ۱۹۹۶ء میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن سے مسلمانوں کو دعوتِ مباہلہ دی۔ مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی رہنما ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے چیلنج قبول کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مرزا طاہر، ربوہ (چناب نگر) کے اقصیٰ چوک یا اِیوان محمود سمیت جہاں چاہے اور جب چاہے مجھ سے مباہلہ کر لے، لیکن مرزا طاہر کو مباہلہ کے لیے میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

مارچ ۱۹۹۷ء میں ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی دوبارہ دی گئی دعوتِ مباہلہ کو قبول کیا لیکن مرزا طاہر نے مباہلہ کرنے کی بجائے راہِ فرار اختیار کی۔

۴ رفروری ۱۹۹۹ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ربوہ کا نام تبدیل کر کے مجلس احرار اسلام کا مجوزہ نام ''چناب نگر'' رکھا گیا۔ اس سلسلہ میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ کے قائدین و کارکنان بالخصوص حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے نمایاں کردار اَدا کیا۔ مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، راقم (سیّد کفیل بخاری) کے ساتھ مسلسل مشورہ فرماتے رہے۔

۲۹ راپریل ۲۰۰۰ء کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات عبد اللطیف خالد چیمہ برطانیہ کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ برطانیہ کے مختلف شہروں میں احرار ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا اور وہاں قادیانیت کی سرکوبی اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظم کرنے کے لیے مسلسل دو ماہ تک تفصیلی دورہ کیا۔ نیز لندن میں پاکستانی سفارت خانہ سے جاری ہونے والے پاسپورٹ کے اجراء کے لیے نئے فارموں سے قادیانیت سے متعلق حلف نامہ کی شق ختم کرنے پر متعلقہ حکام سے ملاقات کر کے شدید احتجاج ریکارڈ کرایا۔

پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی:

۱۸ ردسمبر ۲۰۰۴ء کو پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ختم کرنے کے خلاف حضرت مولانا خواجہ خان محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کی صدارت میں اسلام آباد میں آل پارٹیز ختمِ نبوت

کانفرنس منعقد ہوئی۔ قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور راقم سید محمد کفیل بخاری نے مجلس احرارِ اسلام کی نمائندگی کی۔ دینی جماعتوں کا مشترکہ احتجاج رنگ لایا۔ جون ۲۰۰۵ء میں الحمدللہ مطالبہ منظور ہوا، اور وزیر اعظم نے نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔

متحدہ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کا قیام: (۲۷ر نومبر ۲۰۰۸ء)

۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں قادیانیوں کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو منظم کرنے کے لیے تمام دینی جماعتوں پر مشتمل ایک مشترکہ پلیٹ فارم ''متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے نام سے قائم کیا گیا۔ جس کے زیرِ اہتمام ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انتظام کیا گیا اور قادیانیوں کی تخریبی سرگرمیوں کے سدباب کے لیے باہم روابط اور ذرائع ابلاغ کا بھرپور اِستعمال کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری جناب عبداللطیف خالد چیمہ ''متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے مرکزی کنوینیر ہیں۔

جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۹ء تک ہر سال برطانیہ کے مسلسل دورے کیے اور قادیانیت کے خلاف اپنی پر امن جدوجہد کے لیے ذرائع ابلاغ کا بھرپور اِستعمال بھی کیا۔

تحریک تحفظِ قانونِ توہینِ رسالت:

۲۰۰۹ء، ۲۰۱۰ء دو برسوں میں عالمی امریکی ایجنڈے کے مطابق آئین پاکستان سے ''قانونِ توہینِ رسالت'' ختم کرانے کی ناپاک مہم شروع کی گئی۔ اس مہم میں بعض لادین سیاست دان مخالفت میں کھل کر سامنے آ گئے۔ خصوصاً سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا کردار انتہائی متنازعہ، شرمناک اور گستاخانہ تھا۔ اس نے مسلسل دو برس قانونِ توہین رسالت کو'' کالا قانون'' کہا اور اسے ختم کرانے کا برملا اعلان کرتا رہا۔ اس دوران توہینِ رسالت کی ایک سزا یافتہ مجرمہ آسیہ مسیح سے جیل میں جا کر ملاقات کی اور اسے رہا کرنے کا اعلان بھی کیا جس پر ملک بھر میں احتجاج نے تحریک کی شکل اختیار کر لی۔

چنانچہ نومبر ۲۰۱۰ء میں کراچی میں جید علماء اور دینی جماعتوں نے مشترکہ طور پر حکومت کو خبردار کیا کہ وہ قانونِ توہینِ رسالت میں کسی بھی قسم کی تبدیلی سے باز رہے۔

یکم دسمبر ۲۰۱۰ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کی دعوت پر متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں تمام مکاتب فکر کے نمائندوں اور دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کی، ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے بانی رہنما مولانا زاہد الراشدی اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس بریفنگ میں کراچی کنونشن کے اعلامیے کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قانونِ توہینِ رسالت میں ترمیم نہ کرے۔

۱۵ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو اسلام آباد میں آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں کے مطابق ۲۴ر دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے، جلسے اور جلوس ہوئے۔ ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۰ء کو کامیاب ملک گیر ہڑتال نے حکمرانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ ۹ر جنوری ۲۰۱۱ء کو کراچی کے عظیم احتجاجی جلسے نے تحریک کی قوت میں بے پناہ اضافہ کیا اور ۳۰ر جنوری ۲۰۱۱ء کو لاہور کی مشترکہ عظیم الشان ریلی نے تحریک تحفظِ ناموس رسالت کو فیصلہ کن مرحلے میں داخل کر دیا۔ اور وزیر اعظم گیلانی نے اسمبلی کے فلور پر اعلان کیا کہ قانونِ توہینِ رسالت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

مجلس احرار اسلام کی تمام مرکزی قیادت قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار اور راقم (سید محمد کفیل بخاری) تحریک کے تمام مراحل میں سرگرم رہے اور الحمدللہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

اس تحریک کے دوران ۴ر جنوری ۲۰۱۱ء کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو اس کے سیکورٹی گارڈ غازی ممتاز حسین قادری نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ غازی ممتاز نے کہا کہ ''گورنر نے قانون توہینِ رسالت کو کالا قانون کہا جس سے میرے دینی جذبات مجروح ہوئے اور مشتعل ہو کر میں نے گورنر کو قتل کر دیا۔'' یہ اللہ کی لاٹھی تھی جو گستاخوں، بے دینوں اور سیکولر فاشسٹوں کو پڑی ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور اوسان خطا ہو گئے۔

فہم ختم نبوت خط کتابت کورس کا اجراء:

جنوری ۲۰۱۱ء سے مجلس احرار اسلام پاکستان کی زیر نگرانی جماعت کے مرکز مسجد سیّدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ، ضلع چکوال سے چھے ماہ کے دورانیہ پر مشتمل مفت ''فہم ختم نبوت خط کتابت کورس'' کا اجراء کیا گیا۔ تاکہ سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء وطالبات اور دیگر خواتین وحضرات گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے آگاہ اور قادیانیوں کے عقائد و نظریات سے واقف ہو سکیں۔ پاکستان بھر سے لوگ کورس کے لیے اپنی رجسٹریشن کراتے ہیں۔ کورس کے اختتام پر ایک سند بھی جاری کی جاتی ہے اور امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو خصوصی تحائف بھی دیے جاتے ہیں۔

۱۶ر اپریل ۲۰۱۱ء میں قادیانیوں نے موضع پچنند، تحصیل تلہ گنگ، ضلع چکوال میں ایک پندرہ مرلہ قطعۂ اراضی خرید کر اپنی کئی منزلہ نئی عبادت گاہ اور قادیانی جماعت کے

دفاتر کی غیر قانونی تعمیر کا منصوبہ بنایا اور بنیادیں کھود دی گئیں۔ اطلاع ملنے پر مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے رہنماؤں نے دیگر دینی جماعتوں اور مقامی معززین علاقہ کے تعاون سے بھرپور احتجاج کیا۔ جس کے نتیجہ میں چار دنوں میں قادیانی پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے اور ۲۰؍اپریل کو عدالت میں قادیانیوں نے بیان حلفی لکھ کر دے دیا کہ وہ مذکورہ جگہ کو عبادت گاہ کی بجائے صرف رہائش کے لیے استعمال کریں گے۔ یہ تاریخ ساز کامیابی دراصل حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاریؒ کی ۱۹۶۹ء کی جدوجہد کا حاصل تھی۔

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ہر سال لاہور، ملتان، چناب نگر، چیچا وطنی، چنیوٹ اور تلہ گنگ میں سالانہ تحفظِ ختم نبوت کانفرنسیں ہوتی ہیں اور ردّ قادیانیت کورس بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور محاسبۂ قادیانیت کے عنوان پر طلباء اور عام مسلمانوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ اِن کورسوں میں مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں کے علاوہ ملک کے ممتاز دینی رہنما خصوصی لیکچرز دیتے ہیں۔

مجلس احرار اسلام کا مرکزی دفتر لاہور میں قائم ہے۔ جبکہ پاکستان کے چاروں صوبوں کے علاوہ ہندوستان، برطانیہ اور جرمنی میں بھی جماعت کے مراکز کام کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے تیس سے زائد دینی مدارس ملک بھر میں قائم ہیں جو کہ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

حکومتِ الٰہیہ کا نفاذ، ختم نبوت اور ازواج واَصحابِ رسول کا تحفظ اور تبلیغِ دین واِصلاحِ معاشرہ مجلس احرار اسلام کے منشور کے بنیادی نکات ہیں۔ حضرت امیر شریعتؒ کے فرزندِ گرامی حضرت پیر جی سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ جماعت کے مرکزی امیر ہیں۔ جبکہ پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، قاری محمد یوسف احرار وغیرہ جیسے بیدار مغز اور مدبر حضرات مجلس احرار اسلام کے ذمہ دار اور مرکزی رہنما ہیں۔

ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان:

مجلس احرار اسلام کا ترجمان ہے۔ فروری ۱۹۸۸ء میں جاری ہوا۔ اِس کے بانی محسنِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جبکہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ اور فاتح قادیان حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمتہ اللہ علیہ تاحیات اِس رسالہ کے مستقل سرپرست رہے ہیں۔ حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ بھی سرپرست رہے۔ راقم سید محمد کفیل بخاری اِس کا مدیر ہے۔

ویب سائٹس:

جدید تقاضوں کے پیش نظر مجلس احرار اِسلام کی ویب سائٹ بھی بنائی گئی ہے۔ جس پر فی الحال مجلس احرار اسلام کا ترجمان **ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان** اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور اکابرِ احرار کے بیانات سنے جاسکتے ہیں۔ یہ ویب سائٹ تکمیل کے مراحل میں ہے۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں قارئین کو تحفظ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے موضوع پر قابل قدر مواد تک قابل قدر رسائی حاصل ہو سکے گی۔ ویب سائٹ یہ ہے:

www.ahrar.org.pk

اس کے علاوہ **''ختم نبوت خط کتابت کورس''** کی ویب سائٹ بھی تکمیل کے مراحل میں ہے جس کے ذریعے سے آئندہ آن لائن بھی کورس کی سہولت ہو گی۔ ویب سائٹ یہ ہے:

www.alakhir.com

درج ذیل کتابیں عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیوں کے متعلق اضافی معلومات اور مطالعہ کے لیے مفید ہیں۔

سیف چشتیائی: حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ
ختم نبوت کامل: مولانا مفتی محمد شفیعؒ
ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں: مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلویؒ
النبی الخاتم: مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ: پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
رئیس قادیان: مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ: مولانا محمد منظور نعمانیؒ
قادیانی کیوں مسلمان نہیں: مولانا محمد منظور نعمانیؒ
قادیانیت: مطالعہ و جائزہ: مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
مشاہداتِ قادیان: مولانا عنایت اللہ چشتیؒ
محمدیہ پاکٹ بک: مولانا محمد عبداللہ معمار
سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ: شورش کاشمیریؒ
تحریک ختم نبوت: شورش کاشمیریؒ
حیاتِ امیر شریعتؒ: جانباز مرزاؒ
مسیلمہ کذاب سے دجالِ قادیان تک: جانباز مرزاؒ
ردِ قادیانیت کے زریں اصول: مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
عقیدۃ الامت فی معنیٰ ختم النبوت: علامہ خالد محمود
تحفۂ قادیانیت: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
تضاداتِ مرزا: حکیم محمود احمد ظفر
تضاداتِ مرزا: مولانا عبدالواحد مخدومؒ
عقیدۂ ختم نبوت اور سلف صالحین: مولانا محمد نافع مدظلہٗ
قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ: مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ
ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں: مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ
مرزائیت اور اسلام: علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
مرزا قادیانی اپنی تحریروں کی روشنی میں: عبدالرحمٰن باوا
علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح: مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی
ثبوت حاضر ہیں: محمد متین خالد
قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کا موقف: مولانا سمیع الحق، مولانا تقی عثمانی
تحریک احمدیت: یہودی، سامراجی گٹھ جوڑ: بشیر احمد
علامہ اقبال اور قادیانیت: بشیر احمد
علامہ اقبال اور قادیانیت: پروفیسر خالد شبیر احمد
احرار، کشمیر اور قادیانیت: پروفیسر خالد شبیر احمد

قادیانیت کا سیاسی تجزیہ: صاحبزادہ طارق محمودؒ

ماہنامہ ''**نقیب ختم نبوت**''، ملتان، امیر شریعت نمبر: جلد دوم

ماہنامہ ''**قومی ڈائجسٹ**''، لاہور: قادیانیت نمبر

مرزا مسرور احمد کے نام تین کھلے خط: شیخ راحیل احمدؒ (سابق قادیانی)، جرمنی

سوالات

درج ذیل سوالات کے جوابات امتحانی پیپر پر لکھ کر روانہ کریں۔

(اپنا نام، کوڈ نمبر اور مکمل ایڈریس لازماً تحریر کریں)

سوال: (1) مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مختصراً صرف ایک لائن میں لکھیں۔

1: برصغیر میں فتنۂ قادیانیت کے خاتمہ کے لیے سب سے پہلے کون سی جماعت بنائی گئی؟ صرف نام لکھیے۔

2: قادیان میں ''احرار تبلیغ کانفرنس'' کب منعقد ہوئی؟ تاریخ اور سن لکھیں۔

3: ۱۹۳۶ء میں پنڈت نہرو کا لاہور میں کس جماعت نے استقبال کیا تھا؟

4: قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کو کس شخصیت نے قادیانی مرکز کے قیام کے لیے جگہ فراہم کی؟ نام لکھیں۔

5: اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن کس مقام پر قائم ہے؟

6: پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ کا نام لکھیں۔

7: مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں کس قادیانی رہنما نے اہم کردار ادا کیا تھا؟

8: پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کب غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا؟ تاریخ اور سن لکھیے۔

9: چناب نگر میں مسلمانوں کی پہلی مسجد (مسجد احرار) کا سنگ بنیاد کب رکھا گیا؟ تاریخ اور سن لکھیے۔

10: ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کا کون سا سربراہ پاکستان چھوڑ کر لندن چلا گیا؟ صرف نام لکھیں۔

سوال (2) مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے خاندان کی انگریزوں کے لیے خدمات پر ایک مختصر مضمون لکھیں۔

سوال (3) اسرائیل میں قادیانیوں کے مشن پر ایک مختصر مضمون لکھیں۔

سوال (4) تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران مسلمانوں کے تین بنیادی مطالبات کیا تھے؟ نیز تحریک کے مختصر حالات لکھیے۔

سوال (5) ۱۹۷۶ء میں چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے فاتحانہ داخلہ کے اہم واقعات مختصراً تحریر کریں۔

سوال (6) مندرجہ ذیل دو سوالات میں سے صرف ایک سوال کا جواب تحریر کریں:

(۱) مجلس احرار اسلام کی محاسبۂ قادیانیت کے لیے خدمات پر ایک مختصر مضمون لکھیں۔ یا

(۲) اپنے علاقہ کی ایک ایسی شخصیت کے حالاتِ زندگی تحریر کریں، جس نے تحفظ ختم نبوت کے لیے اہم خدمات انجام دی ہوں۔

مجلس احرارِ اسلام کا قیام ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو عمل میں آیا۔ اس جماعت نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکرِ احرار چودھری افضل حق، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، مولانا گل شیر شہید، نواب زادہ نصر اللہ خاں، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا غوث ہزاروی، آغا شورش کاشمیری رحمہم اللہ کی قیادت میں تحریک آزادی کے ہنگامہ خیز دور میں سرگرم کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۰ء میں محدثِ عصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے میں پانچ سو علما کی معیّت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ’’امیر شریعت‘‘ منتخب کر کے بیعت کی اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کا مشن آپ کے سپرد فرمایا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا اور دفاتر ختم نبوت کے ذریعے برصغیر میں فتنۂ ارتداد مرزائیہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں احرار نے تمام مکاتب فکر کو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تحریک ختم نبوت برپا کی اور قادیانی سازشیں ناکام ہوئیں، دس ہزار فرزندانِ توحید کو شہید کر دیا گیا اور احرار پر پابندی لگادی گئی، ۱۹۵۸ء میں حکومت نے پابندی ختم کی تو حضرت امیر شریعت نے سرخ قمیص پہن کر ملتان میں احرار کی بحالی کا اعلان فرمایا اور پرچم کشائی کی۔ ۱۹۶۱ء میں حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۴ء میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیّت قرار دیا۔ ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کے باضابطہ پہلے اسلامی مرکز ’’جامع مسجد احرار‘‘ اور ’’مدرسہ ختم نبوت‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۷۹ء میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کے مرکز ملتان میں ’’مدرسہ معمورہ‘‘ کی تشکیل نو کی، ملک بھر میں مدارس اور مراکز احرار وختم نبوت کا ایک مہم کے طور پر آغاز کیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کا اجراء ہوا۔

الحمد للہ! آج مختلف شہروں میں بیس سے زائد دینی مدارس ومساجد اور مراکز ودفاتر سرگرم عمل ہیں اور نظریاتی وفکری اور تحریکی واشاعتی کام کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ ملتان میں سالانہ ختم نبوت کورس کی کلاس اور ملک بھر میں فہمِ ختم نبوت خط کتابت کورس جاری ہے۔ ماہنامہ ’’نقیب ختم نبوت‘‘ ملتان گزشتہ چوبیس سال سے شائع ہو رہا ہے جو علمی اور فکری محاذ پر بہترین کردار ادا کر